بانی: مجتہد العصر محدث دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑیؒ

بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑیؒ

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی

لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی

نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 13 جمادی الثانی 1431ھ 28 مئی تا 3 جون 10ء | شمارہ 21 | فون: 7656730 فیکس: 7659847

جعلی ڈگری پر نوکری حاصل کرنے والوں کی روزی حرام ہے: سعودی علماء کا فتویٰ

سعودی عرب کی عدالت نے جعلی ڈگری لے کر لیکچرار بننے والی عرب خاتون کو ایک برس قید اور 10 کروڑوں کی سزا سنا دی۔ سعودی عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ جعلی ڈگری پر نوکری حاصل کرنے والوں کی روزی حرام ہے۔ عرب خاتون کو اپیل کا حق نہیں دیا جائے گا۔ علماء کونسل کا فتویٰ ہے کہ مسلمانوں کے لیے یہ بات جائز نہیں کہ وہ دھوکہ دہی کے مرتکب ہوں، جعلی ڈگری حاصل کرنے والے معاشرت کے لیے نقصان دہ ہیں۔

جعلی ڈگری دکھا کر ملازمت حاصل کرنا حرام ہے، علماء کی سعودی مفتی کے فتویٰ کی تائید

جو کسی کا حق مارتے ہیں وہ سزا کا مرتکب ہے: مفتی محمد خاں قادری، اسلام میں جھوٹے شخص کی گنجائش نہیں: حافظ عبدالغفار روپڑی

صوبائی دارالحکومت کے علماء اور مفتیوں نے بھی سعودی عرب کے مفتی اعلیٰ شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ اور دیگر ممبران کی طرف سے جعلی تعلیمی ڈگریوں کے خلاف ان کے فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے کہا ہے کہ جعلی تعلیمی ڈگریاں دکھا کر ملازمتیں حاصل کرنے والے حرام روزی کماتے ہیں، مفتی محمد خاں قادری نے کہا ہے کہ قرآن کریم کی آیت ہے کہ اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اہل کو منصب دو جو کسی کا حق مارے وہ شخص نا اہل ہے اور سزا کا مرتکب ہے، جعلی ڈگری دکھا کر ملازمت حاصل کرنا اسلامی قانونی آئینی اور اخلاقی طور پر جرم ہے۔

حافظ عبدالغفار روپڑی کا بھی یہی کہنا ہے کہ سعودی عرب کے مفتی نے جو فتویٰ دیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جعلی ڈگری والا شخص جھوٹا کہلاتا ہے اور اسلام میں جھوٹے شخص کا کوئی مقام نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی شخص جعلی ڈگری سے ملازمت حاصل کر لیتا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے اہل شخص کا حق مارا ہے۔

[روزنامہ جنگ لاہور، 23 مئی 2010ء]

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

ابوعکاشہ عبداللطیف حلیم

زبان کی حفاظت مگر کیسے؟

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا اولیصمت۔
[صحیح بخاری کتاب الأدب باب من کان یؤمن...... حدیث ۶۰۱۸] سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ رب العزت اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے ہمیشہ خیر کی بات کہنی چاہیے یا پھر وہ خاموش ہی رہے۔

قرآن مجید میں ہے: وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔ [المومنون: ۳] اور وہ لوگ (مومن) بے ہودہ باتوں سے اعراض کرتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے: وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ۔ [القصص: ۵۵] اور جب بے ہودہ بات سنتے ہیں تو اسے منہ پھیر لیتے ہیں۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ [الفرقان: ۷۲] اور جب ان کو بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو شریفانہ انداز سے گزرتے ہیں۔

اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ فحش بات کبھی صراحت سے نہیں کہتے بلکہ ہمیشہ کنایہ سے کام لیتے ہیں اور بعض نے اس کے یہ معنی کیے ہیں کہ اگر کہیں اتفاق سے وہ ایسی مجلس میں چلے جاتے ہیں جہاں سے بے ہودہ باتیں ہو رہی ہوں تو وہ اس سے دامن بچا کر نکل جاتے ہیں۔ پس لغو ہر اس بات کو کہا جاتا ہے جو کسی شمار وقطار میں نہ ہو۔ [مفردات القرآن]

ہمیشہ خیر کی بات کہنا ہی اصل ایمان ہے۔ جس دین میں ہمیشہ خیر کی بات کہنے کو ایمان قرار دیا گیا ہے اور لغو سے اعراض ایمان والوں کی نشانی ٹھہرائی گئی ہے وہاں غیبت، چغلی، طعنہ زنی، برے القاب، فسادی باتیں، مسخرے، استہزاء، جھوٹے لطائف، جھوٹی گواہی، چرب زبانی سے حق تلفی کرنا اور دیگر اسرافاتِ زبان کی کیسے اجازت ہو سکتی ہے؟ آج اسلام کا دعویٰ کرنے والوں میں یہ تمام عیوب کوٹ کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ (الا ماشاء ربی) بہت سی مجالس تو بس انہی باتوں سے گرما گرم ہوتی ہیں۔ اے مسلمان بھائیو! رسول معظم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا: الا اخبرک بملاک ذلک کلہ؟ کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتلاؤں جس پر سب (دین کے ارکان) کا دارومدار ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر ارشاد فرمایا: کف علیک ھذا۔ اس کو روکے رکھو۔ صحابی نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ انا لمؤاخذون بما نتکلم بہ؟ کیا زبان کے ذریعے کی گئی گفتگو کے بارے میں بھی ہماری گرفت ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا: وھل یکب الناس فی النار علی وجوھھم الا حصائد السنتھم۔ جہنم میں لوگوں کو ان کی زبانوں کی کاٹی ہوئی کھیتیاں ہی اوندھے منہ گرائیں گی۔ [سنن الترمذی ابواب الایمان باب ماجاء فی حرمۃ الصلاۃ، حدیث: ۲۶۱۶]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی، آپ کے لیے صفیہ رضی اللہ عنہا (آپ کی زوجہ محترمہ) کا ایسا ایسا ہونا کافی ہے۔ بعض راویوں نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد یہ تھی کہ وہ پستہ قد ہیں، تو آپ نے فرمایا: لقد قلت کلمۃ لو مزجت بماء البحر لمزجتہ۔ تو نے ایسی بات کہی ہے کہ اگر اسے سمندر کے پانی سے ملا دیا جائے تو وہ اس کا ذائقہ بدل ڈالے۔ [سنن ابی داود کتاب الادب باب الغیبۃ حدیث: ۴۸۷۵]

رسول معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا تکثروا الکلام بغیر ذکر اللہ فان کثرۃ الکلام بغیر ذکر اللہ قسوۃ للقلب وان ابعد الناس من اللہ القلب القاسی۔ [سنن الترمذی ابواب الزھد باب ابعد الناس۔ حدیث: ۲۴۱۱] اللہ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں نہ کیا کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ اور زیادہ باتیں دل کو سخت کر دیتی ہیں اور لوگوں میں سخت دل اللہ سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

امام نووی فرماتے ہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہر مکلف انسان کے لیے مناسب ہے کہ وہ اپنی زبان کی ہر قسم کی گفتگو سے حفاظت کرے صرف وہ گفتگو کرے جس میں مصلحت واضح ہو اور جہاں مصلحت کے اعتبار سے بولنا اور خاموش رہنا دونوں برابر ہوں تو پھر خاموش رہنا سنت ہے۔ اس لیے کہ بعض دفعہ جائز گفتگو بھی حرام یا مکروہ تک پہنچا دیتی ہے اور ایسا عام طور پر ہوتا ہے اور سلامتی کے برابر کوئی چیز نہیں۔ [ریاض الصالحین ۲/۲۸۹]

ہر مسلمان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کو لغو سے بچا کر رکھے اور اچھی بات کہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور

جماعت اہلحدیث کی ترجمان

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 21
13 جمادی الثانی ☆ 1431ھ
28 مئی ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس : 7659847

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
مینجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	7
وحی الٰہی کا انکار	11
بدنصیب قوم کے عیار حکمران	16
انسان شریعت کی نظر میں	17
جب تک ویسا قانون نہیں آتا	18

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمٰن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

اداریہ

الشیخ ابو رجال

گستاخی رسول اور گستاخی رحمان

اس ذات وحدہ لاشریک کا شکر ہے کہ لاہور ہائی کورٹ کے حکم پر امریکہ حاشیہ بردار حکومت پاکستان آخر کار فیس ویب سائٹ اور یوٹیوب پر پابندی کا کڑوا کسیلا پیالہ پینے پر مجبور ہوگئی۔ ورنہ قانون نہیں تو خون اور بولی نہیں تو گولی والی سمت معاملات جاتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے لیکن ان سب باتوں کے باوجود امریکہ کا پرنالہ وہیں کا وہیں ہے کہ یہ قدم بے جا ہے اور یہ کہ واشنگٹن مذہبی آزادی کا احترام کرتا ہے، تاہم وہ اظہار آزادی پر کسی قدغن کا قائل نہیں۔ امریکن کا یہ کہنا کہ یہ معاملہ مذاکرات سے حل ہوگا۔ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ اسلامی ملکوں کے نام نہاد مسلمان حکمران ابھی تک امریکہ اور مغربی دنیا کو یہ سمجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے کہ یہ مسئلہ وہ نہیں جس پر مذاکرات ہو سکیں بلکہ ایسے مسئلہ پر مذاکرات کا خیال کبھی کسی سچے مسلمان کے دل میں آ ہی نہیں سکتا۔ اس کا اصل حل تو وہی ہے جو آسمانوں سے اونچی شان والے رب نے نازل فرمایا تھا اور اس پر اسی کے پیارے نے عمل کر کے دکھایا تھا اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے اس نسخہ کے مکمل اثرات کو 100% پورا ہوتے ہوئے دیکھ لیا یعنی میری گذارش ہے کہ الجہاد الجہاد یعنی الجہاد کو ایک وسیع تناظر میں دیکھنا ہے، نہ کہ صرف قتال کے مفہوم کے اندر گو کہ وہ بھی اسی مفہوم کے اندر داخل ہے بلکہ اس کی ایک جزئی ہے یعنی جس چیز کا تقاضا اس وقت حالات کر رہے ہیں کہ سائنسی تعلیمی ٹیکنالوجی اور اقتصادی ترقی کے بغیر اس مسئلہ کا پائیدار اور مستقل حل ممکن نہیں کیونکہ جن قتالوں کے پیچھے یہ چیزیں نہ ہوں وہ زیادہ دیر چل نہیں سکتا اور اس کی کامیابی کے چانسز بھی زیادہ نہیں ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کے اندر مزید تفاصیل کے لیے ابن تیمیہ کی کتاب الصارم المسلول کا مطالعہ مفید ہوگا۔ بہر کیف پوری امت محمدیہ ہی اکٹھی ہو کر یہ حق نہیں رکھتی کہ وہ کسی گستاخ رسول کو معافی دے سکے اور نہ ہی یہ حق کسی عدالت کو حاصل ہے۔ جناب محمد ﷺ کی اپنی زندگی میں ایسا اگر ہوتا تو وہ خود کوئی عمل فرمانا چاہتے تو وہ ایک الگ بات ہے۔ بہرحال امت کے پاس یہ حق نہیں ہے اور اب ذرا اس سے آگے چلا جائے کہ جب توہین رسالت کی قطعاً قطعاً کوئی گنجائش نہیں تو کیا توہین رحمان کی اجازت دی جا سکتی ہے؟ اس بارہ میں تو کسی کو سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام حرام، کفر اور شرک ہے۔ لیکن جب پاکستان کے تعلیم یافتہ اور اعلیٰ ترین لوگوں کی طرف نظر کی جاتی ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے کمال کے کام کرنے کے باوجود بڑی بڑی ڈگریوں اور بڑے بڑے مطالعہ اور انتہائی باوقار عہدوں پر فائز ہونے کے باوجود ان لوگوں کو عقیدہ توحید کی صحیح پہچان نہیں ہے بلکہ وہ انتہائی سادگی میں ایسی باتیں بعض اوقات اپنی تقریروں اور کالموں میں کر جاتے ہیں جن کا راستہ شاہراہ شرک کے علاوہ دوسری طرف جاتا

ہی نہیں۔ جی ہاں بندہ ناچیز بصد احترام یہاں لکھنے پر مجبور ہے کہ جناب ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کی قربانیوں کا پوری قوم کو اعتراف ہے، ان سے انکار نہیں۔ اس کے علاوہ ان کا ایک ڈکٹیٹر کے ظلم وستم کا نشانہ بننا یہ سب ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، مگر حق اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ حق کے ذریعہ سے انسانوں کو پہنچائیں تا کہ انسانوں کے ذریعہ سے حق کو ڈاکٹر صاحب اپنے روزنامہ جنگ کے ایک کالم میں بعنوان 'چوری، ڈاکہ زنی اور سینہ زوری' کے تحت فرماتے ہیں:

''ہم سب کو حضرت غوث اعظم کی روحانی طاقت کا علم ہے، ایک مرتبہ آپ حضرت بایزید بسطامی کے مزار پر تشریف لے گئے اور فاتحہ خوانی پڑھ کر حضرت بایزید بسطامی تقریباً دو سو سال پیشتر تشریف لائے تھے، روایت ہے کہ غوث اعظم کی درخواست پر ندا آئی کہ عبدالقادر اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت بڑا رتبہ دیا ہے، میرے لیے دعا کر الحمدللہ۔ توکل علی اللہ فی الحاجات کلھا واعرض عن الخلق کلھم فتوح الغیب.

اس سے پہلے بھی غالباً 2003ء یا 2004ء میں ڈاکٹر صاحب کالموں میں اسی طرح کی باتیں لکھا کرتے تھے۔ بندہ جس فیلڈ میں ہو اسی فیلڈ میں لکھے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے ورنہ بہتر ہے کہ کسی سے تعاون لے لیا جائے تا کہ تحریر قیامت کے دن وبال جان اور بجائے ثواب کے عذاب نہ بن جائے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جب عبدالقادر جیلانیؒ کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا، خالی لفظ روایت بول کر بات چلائی، ڈاکٹر صاحب یہ دین کے معاملات ہیں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔ آپ کی اس گفتگو سے خالصۃً شرک کو ترویج مل رہی ہے، آپ کی تحریر سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ حنبلی بزرگ بھی کفار مکہ والا عقیدہ اور عمل رکھتے تھے۔ اللہ سے خوف کریں۔ تحقیق کرنے کی عادت ڈال لیں۔

اسی طرح دوسری طرف ایک اور نام نہاد مذہبی سکالر جس کا نام اشرف جلالی ہے، اس نے پچھلے دنوں عقیدہ توحید سیمینار میں جو کہ روزنامہ جنگ کے مذہبی ونگ کے تعاون سے منعقد کیا گیا۔ میں فرماتے ہیں: توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت (Divinity) میں کسی کو شریک نہ کیا جائے، معیار الوہیت واجب الوجود ہونا اور مستحق عبادت ہونا ہے۔ واجب الوجود وہ ذات ہے جس پر کبھی عدم نہ آیا ہے نہ آ سکتا ہے۔ وہ صرف ایک ذات ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات جو ازل سے ہے اور ابد تک رہے گی، کوئی وقت ایسا نہیں کہ وہ نہیں تھا اور کوئی وقت ایسا نہیں ہوگا کہ وہ نہ ہو، اگر بندہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو واجب الوجود مانتا ہے یا مستحق عبادت مانتا ہے تو وہ مشرک ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے کسی ذات کا مددگار مان لینا یہ شرک نہیں کیونکہ معیار الوہیت مددگار ہونا نہیں۔ بلکہ واجب الوجود ہونا اور مستحق عبادت ہونا ہے، وہ اللہ کے سوا نہ کسی میں مجازی ہو سکتا ہے اور نہ عطائی۔

آگے فرماتے ہیں قرآن مجید میں بتوں کے بارے میں جو لفظ دعا استعمال کیا گیا ہے اس کا معنی پکارنا یہ اسلوب قرآن سے بے خبری کا نتیجہ ہے۔ لفظ کا دعا کا معنی پکارنا ہی ہے مگر وہ دعا لغوی ہے اور بتوں کے بارے میں جہاں لفظ دعا استعمال ہوا ہے وہاں دعا سے مراد پوجنا ہے، پکارنا نہیں۔ بعض قلیل مقامات پر جہاں بتوں کے بارہ میں دعا کا معنی پکارنا ہے وہاں یہ بات حتمی طور پر ثابت ہے کہ وہ پہلے ان کو معبود مان چکے ہیں جو کہ شرک ہے۔

یہ کوئی کتاب یا مقالہ نہیں کہ لمبے لمبے دلائل ذکر کیے جائیں مگر ہم مختصر طور پر چند یعنی دو باتوں کا جائزہ لیں گے۔ ایک تو یہ کہ آیا وہ مشرک مکہ، وہ جناب جلالی صاحب کی تعریف کے مطابق مشرک بنتے ہیں کہ نہیں، اگر نہیں تو اللہ سے زیادہ سچا کون ہے یعنی جلالی صاحب کی تعریف اور شروط نا پائے جانے کے باوجود اللہ رب العزۃ نے انہیں مشرک اور ابدی جہنمی قرار دیا، دوسری صورت میں جلالی صاحب قرآن وسنت سے اپنی خودساختہ تعریف کے دلائل دیں۔ دوسرا دعا کو شرعی معنی لینے کی صورت میں وہ عبادت ہے کہ نہیں یا ہے جو مرضی معنی لیں ہر صورت میں شرک ثابت ہوتا ہے۔

۱۔ کفار عرب اپنے بناوٹی خداؤں کی عبادت اور سجدہ کر کے نہیں بلکہ وسیلہ جان کر کرتے تھے۔ [الزمر:۳] ماتعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی.

۲۔ سفارشی جان کر۔ [یونس ۱۸] ھؤلاء شفعاء نا.

۳۔ کفار عرب اپنے بناوٹی خداؤں کو صرف خشکی پر حاجت روا اور مشکل کشا جانتے تھے اور سمندروں پر صرف اللہ پاک کو [عنکبوت:۶۵]

۴۔ بیشک وہ لوگ جن کو پکارتے ہو اللہ کو چھوڑ کر تو وہ تمہاری طرح بندے ہیں۔ پس انکو پکارو، چاہیے کہ وہ تمہاری پکار کا جواب دیں اگر تم سچے ہو [الاعراف: ۱۹٤]

جلالی صاحب بتائیں کوئی ایک آیت جس کی بنا تم سچے ہو، جو آپ کی شروط کی تائید کرتی ہے یا ممانعت میں آ رہی ہیں تو فرمائیں اللہ رب العزۃ انہیں مشرک کہہ رہے ہیں، آپ کی تعریف کی صورت میں کائنات میں تو کوئی مشرک نہ پیدا ہوا ہے نہ ہی ہوگا۔ دوسرے دعا کے بارہ میں آپ نے لغت سے بے زاری کا اظہار فرمایا تھا۔ تو سرکار کی زبانی دعا کی تشریح حاضر ہے، آپ نے فرمایا: الدعا ھو العبادہ. دعا ہی عبادت ہے۔

جنہیں آپ ہی مشرک کہہ رہے ہیں انہیں کے عقائد آپ قرآن وحدیث سے ثابت کریں، آیا وہ آپ کی تعریف پہ پورا اترتے ہیں کہ نہیں۔

جلالی صاحب مسلم کی روایت کے متعلق کیا خیال ہے؟ جس میں ہے کہ الا شریکا ھو لک تملکه ماملک. اب بتائیں کہاں ہے واجب الوجود کہاں ہے ازلیت ابدیت مگر وہ آپ کے سامنے تلبیہ پڑھ رہے اور شرک کے اقراری ہیں، سرکار انکار نہیں فرما رہے ہیں کہ جلالی کی شرائط کے مطابق یہ شرک نہیں ہے۔''

الاستفتاء

مفتی عبید اللہ خاں عفیف

العقیدة الصحیحة اهلحدیث

الحمدلله رب العالمین الذی تفرد بالجلال والعظمة والکبریآء والجمال واشکره شکر عبد معترف بالتقصیر الجهری والسری عن شکر بعض ما اولیه من الانعام والافضال واشهدان لا اله الا الله وحده لاشریک له ولا ندله واشهدان محمداً عبده ورسوله صلی الله علیه وعلی آله وصحبه والتابعین لهم باحسان والمحدثین اجمعین الی یوم الدین. امابعد!

اہلحدیث کا عقیدہ:

اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ اور صفات عالیہ کے بارے میں اہلحدیث مکتب فکر کا عقیدہ وہی ہے جو سلف صالحین یعنی صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین، ائمہ اربعہ اور فقہاء محدثین کا عقیدہ رہا ہے۔

صاحب سیف وقلم شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ تصریح فرماتے ہیں: وجملة ماعلیه اصحاب الحدیث واهل السنة الاقرار بالله وملائکته وکتبه ورسله وماجاء من عندالله وما رواه الثقات عن رسول الله ﷺ لایردون من ذالک شیأ واله الٰه واحد فرد صمد لا الٰه غیره لم یتخذ صاحبة ولا ولدا وان محمد عبده ورسوله وان الجنة حق وان النار حق وان الساعة اٰتیة. لاریب فیها وان الله یبعث من فی القبور وان الله علی عرشه کما قال الرحمٰن علی العرش استوی.

[منهاج السنة ج۲ ص۱۰٤]

اہلحدیث یعنی اہل السنۃ والجماعۃ اللہ کی ہستی، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں پر غیر متزلزل ایمان پر قائم ہیں۔ اسی طرح جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہے اور جو ثقہ راویوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت فرمایا ہے ان میں سے کسی ایک بھی چیز کو رد نہیں کرتے۔ مختصر یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ الٰہ واحد، فرد اور صمد ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، یعنی اس کا کوئی شریک نہیں، نہ اس کی جورو ہے اور نہ اولاد ہے اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے۔ قیامت بلاشبہ آنے والی ہے اور وہی بلاشبہ قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو زندہ کر کے اٹھانے والا ہے اور اپنے عرش پر بلا کیف مستوی ہے، الرحمٰن علی العرش استوی.

ہمارا عقیدہ:

ہم صفات رب العالمین میں سلف صالحین کے منہج کے مطابق تاویل، تحریف، تعطیل، تکییف، تشبیہ، تمثیل اور تفویض کے قائل نہیں۔ ان ساتوں اصطلاحات کی لغوی اور اصطلاحی تعریفات حسب ذیل ہیں:

ا۔ التاویل:

اَوّلَ الکلام تاویلا وتاوّله بمعنی دبره وقدره وفسره.

کسی کلام کو یا چیز کو کسی دوسری کلام یا چیز کی طرف پھیر دینا، اس کی تفسیر کرنا۔

شرعی تعریف:

والمراد بالتاویل المنفی هو حقیقة المعنی وکنهه وکیفیته. [شرح عقیده واسطیه]

صفات الٰہیہ میں تاویل کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ کی حقیقت اور ان کی کنہ کے درپے ہونا اور ان کی کیفیت معلوم کرنا، اس قسم کی تاویل سلف صالحین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کے منہج اور مذہب کے خلاف ہے۔

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

نسلم هذا الاحادیث کما جاءت ولا نقول کیف ذا؟ ولِمَ کذا؟ [کتاب السنة: ج ا ص ۲٦۷]

ہم صفات والی احادیث کو جیسے یہ بلا کیفیت وارد ہوئی ہیں اسی طرح بلا چوں وچرا تسلیم کرتے ہیں اور یہ نہیں کہتے کہ یہ صفات کیسی ہیں؟ اور یوں کیوں ہیں اور یوں کیوں نہیں۔

امام شافعی متوفی ۲۰۴ھ نے فرمایا:

آمنت بالله وبما جاء عن الله علی مراد الله

وآمنت برسول الله ﷺ بما جاء عن رسول الله ﷺ مراد رسول الله ﷺ [كتاب الايمان ص ٢٧]

میں اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ بھی اللہ کی طرف سے آیا اور جو اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی طرح رسول اللہ ﷺ پر اور جو کچھ ان کی طرف سے احادیث میں منقول ہے اس پر اور رسول اللہ ﷺ کی مراد پر میرا ایمان ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن قدامہؒ سلف صالحین کے مذہب کو اجاگر کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

وعلى هذا درج السلف وائمة الخلف كلهم متفقون على الاقرار والامرار والاثبات لما ورد من الصفات في كتاب الله و سنة رسوله من غير تعرض لتاويله. [لمعة الاعتقاد الهادى ص ١٠]

تمام ائمہ سلف وخلف اس پر متفق ہیں کہ کتاب وسنت میں جو صفات ذکر ہوئی ہیں ان کو قبول کیا اور بغیر کسی کیفیت کے تسلیم کیا جائے اور قبول کیا جائے اور کسی قسم کی تاویل نہ کی جائے۔

نیز فرماتے ہیں: اجمع السلف رحمهم الله على نقله وقبوله ولم يتعرضوا لرده ولا تاويله ولا تشبيهه ولا تمثيله. [لمعة الاعتقاد الهادى ص ١٤]

تمام سلف صالحین کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفات الٰہیہ کو جوں کا توں نقل کیا جائے اور بلا چوں وچرا قبول کیا جائے۔ ان کو ٹھکرایا نہ جائے، نہ ہی ان کی تاویل کی جائے اور نہ کسی ایک سے تشبیہ اور تمثیل دی جائے۔

امام ابوحنیفہؒ المتوفی ۱۵۰ھ صفات الٰہیہ میں تاویل کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فيما ذكر الله تعالى في القرآن من ذكر الوجه واليد و النفس فهو له صفات بلا كيف ولا يقال ان يده قدرته ونعمته لان فيه ابطال الصفة وهذا قول اهل القدرية والاعتزال ولكن يده صفته، بلا كيف غضبه ورضاه صفتان من صفاته بلا كيف.

[شرح الفقه الاكبر ص ١٣، وشرح العقيده الطحاويه ص ٢٦٤]

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بھی ہے، چہرہ اور نفس بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہاتھ، چہرے اور نفس کا ذکر موجود ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بلا کیف صفات ہیں۔ الید (ہاتھ) کی نعمت اور قدرت کے ساتھ تاویل کرنے سے اللہ تعالیٰ کی صفات (ید) کا ابطال لازم آتا ہے جو کہ ہرگز جائز نہیں۔ صفات الٰہیہ میں تاویل کرنا قدریہ اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ ید (ہاتھ) اللہ تعالیٰ کی بلا کیف صفت ہے اسی طرح غضب اور رضا بھی اللہ تعالیٰ کی بلا کیف صفات ہیں۔

قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں کہ عقیدہ توحید اسماء وصفات میں قیاس کو کوئی دخل نہیں۔

ليس التوحيد بالقياس الم تسمع الى قول الله عزوجل في الايات التي يصف بها نفسه انه عالم قادر. قوى مالك ولم يقل انى قادر عالم لعلة كذا واقدر لعلة كذا قدر لعلة ولعلة كذا. [علاقة الاثبات والتفويض لرضا بن نعسان ص ١٧]

عقیدہ توحید قیاس پر مبنی نہیں، کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید کی متعدد آیات میں فرمایا ہے کہ میں عالم ہوں تمام اشیاء میرے علم میں ہیں۔ میں قادر ہوں کہ تمام چیزیں میری قدرت میں ہیں، میں قوی اور توانا ہوں کہ سب سے طاقتور ہوں اور میں مالک ہوں کہ تمام مخلوقات میری ہی ملک ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں فلاں وجہ سے عالم اور قادر ہوں۔ فلاں علت کی بنا پر قوی اور زبردست ہوں اور فلاں وجہ سے میں قدرت رکھتا ہوں۔ لہٰذا توحید میں قیاس جائز نہیں۔ یعنی صفات عالیہ میں کسی قسم کی تاویل جائز نہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ المتوفی ۷۲۸ھ تاویل کی تردید میں فرماتے ہیں: يقولون تجرى على ظاهرها وهم السلف الصالح الذين يقولون انها تثبت على وجه يليق بعظمة الله وكبريائه.

[طريق الوصول الى علم المامول ص ١٠٦، عقيده اهلحديث ص ١٥٥]

سلف صالحین صفات عالیہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ظاہر پر محمول ہیں اور ایسے طریق سے ثابت ہیں جو کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کے مناسب اور لائق ہے۔

ہماری اس مدلل بحث سے یہ حقیقت الم نشرح ہوگئی کہ ہمارے واجب القدر سلف صالحین رب العالمین کے بارے میں کسی قسم کی تاویل کو جائز نہیں سمجھتے تھے، نہ ان میں کوئی اس کا قائل تھا، کیونکہ صفات کے باب میں تاویل کتاب وسنت کے ساتھ مذاق اور تلاعب ہے۔ جس کے جواز میں کوئی مستند دلیل موجود نہیں۔ [جاری ہے]

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 29) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ o الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَلَا تَكُن مِّنَ الْمُمْتَرِينَ o فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِن بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنفُسَنَا وَأَنفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَل لَّعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ o إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ o فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِالْمُفْسِدِينَ o

ترجمہ: عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام (کے پتلے) کو مٹی سے بنایا پھر اس (مٹی کے پتلے) سے کہا (زندہ) ہو جا، وہ (زندہ) ہو گیا۔ (اے رسول ﷺ) یہ بات آپ کے رب کی طرف سے حق ہے، لہٰذا آپ شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جائیں۔ اور جو لوگ عیسیٰ کے معاملے میں آپ سے جھگڑ رہے ہیں، باوجود اس کے کہ آپ کے پاس ان کے متعلق (یقینی) علم آ چکا ہے تو آپ ان سے کہیں۔ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم خود بھی آ جائیں اور تم خود بھی آ جاؤ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ (اے رسول ﷺ) یقیناً یہ سچا بیان ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ خوب غالب اور حکمت والا ہے۔ پھر (بھی) اگر وہ (حق سے) انحراف کریں تو اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو خوب اچھی طرح جانتا ہے۔

مشکل الفاظ کے معانی:

تُرَاب: مٹی۔

کُنْ: ہو جا۔

الْمُمْتَرِيْنَ: شک کرنے والے۔ (جمع)

حَاجَّكَ: آپ سے جھگڑا کرے۔

تَعَالَوْا: تم آؤ۔

نَدْعُ: ہم بلائیں۔

نَبْتَهِلْ: پھر ہم گڑگڑا کر عاجزی سے دعا کریں۔

الْقَصَصُ: بیانات (جمع)۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا: پھر اگر وہ پھر جائیں (انحراف کریں)

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے، عیسیٰ علیہ السلام کے خاندان، ان کی پیدائش اور اس پر حضرت مریم علیہا السلام کے تعجب اور دعوت عیسیٰ علیہ السلام اور قوم کی مخالفت کا ذکر فرمایا، کچھ لوگ ان پر ایمان لائے، کچھ نے ان کے ساتھ کفر کیا اور بعض نے ان کی پیدائش پر اعتراض کیا کہ بن باپ کے عیسیٰ علیہ السلام کیسے پیدا ہو گئے؟ لہٰذا ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کی وضاحت کر کے لوگوں کے اعتراض کا رد کیا گیا۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نجران کا ایک وفد محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ کہنے لگے اے محمد ﷺ! کیا وجہ ہے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق گمان کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ (کا بیٹا نہیں بلکہ) اس کا بندہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں، یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ وہ کہنے لگے کیا آپ نے کسی اور انسان کو بھی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح بن باپ کے پیدا ہوتے دیکھا ہے؟ اگر دیکھا ہے

تو اس کی دلیل دیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ خَلَقَهُ مِن تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُن فَيَكُونُ ٥ [تفسیر ابن ابی حاتم الرازی ج ۲ ص ۱۶۳، سورۃ آل عمران: آیت ۵۹، البحر المحیط ج ۲ ص ۴۷۷]

التوضیح:

إِنَّ مَثَلَ عِيسَىٰ عِندَ اللَّهِ كَمَثَلِ آدَمَ.

اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے اور انہوں نے اس کائنات کی افزائش کسی نہ کسی اصول کے تحت فرمائی ہے اور وہی اصول قانون فطرت کہلاتا ہے۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہونے کے ناطے اس اصول کو توڑ بھی دیتے ہیں اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی قدرت کہلاتی ہے۔ بسا اوقات انسان اسی قدرت کو دیکھ کر متذبذب ہو جاتا ہے اور قدرت الٰہی کا وہ انکار اسی لیے کرتا ہے کہ وہ اس کی عقل کے خلاف ہوتا ہے۔ حالانکہ انسانی عقل قدرت الٰہی کی محتاج ہے نا کہ قدرت الٰہی انسانی عقل کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر باپ کے اور آدم علیہ السلام کو ماں اور باپ دونوں کے بغیر اور حوا کو آدم علیہ السلام سے اپنی قدرت کیساتھ پیدا کیا ہے۔ اس میں قانون فطرت کا کوئی عمل دخل نہیں۔

انسانی عقل اور گمراہی:

جب انسان اپنی عقل کو ہی حرف آخر اور حق و باطل کا معیار سمجھتا ہے تو اس وقت وہ اپنے آپ کو دلائل سے مستغنی قرار دیتے ہوئے عام طور پر صراط مستقیم سے ہٹ کر گمراہی کے گڑھوں میں گر جاتا ہے۔ نصاریٰ کے گمراہ ہونے کی بنیادی وجہ بھی یہی ہے کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو قانون فطرت (عقل) پر پرکھتے ہوئے قدرت الٰہی کا انکار کیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے کر گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوبتے چلے گئے۔ اسی چیز کو لے کر نصاریٰ کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا جو وفد نجران کے نام سے معروف ہے۔

وفد نجران:

نجران سعودی عرب کا شہر اور یمن کی سرحد پر واقع ہے۔ یہاں کے عیسائی بطور وفد جو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کی تعداد ساٹھ تھی۔ جن میں جو وہ شخص ان کے نامی گرامی مراد تھے، جن کے نام یہ ہیں:

۱۔ عاقب۔ اس کا نام عبدالمسیح تھا۔ ۲۔ سید۔ جس کا نام ایہم تھا۔

۳۔ ابو حارثہ بن علقمہ	۴۔ اوث بن حارث
۵۔ زید	۶۔ قیس
۷۔ یزید	۸۔ خویلد
۹۔ عمرو	۱۰۔ خالد
۱۱۔ عبداللہ	۱۲۔ محسن
۱۳۔ یحنہ	۱۴۔ حارث

ان میں عاقب جو امیر قوم تھا، اس کی ذہانت معروف تھی۔ سید ان کا پادری تھا۔ یہ وفد نماز عصر کے بعد مسجد نبوی میں آیا۔ انہوں نے انتہائی قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ صحابہ کہتے ہیں ان کے بعد ایسا باشوکت وفد پھر کبھی نہیں آیا، اتنی دیر میں ان کی نماز کا وقت ہو گیا تو آپ کی اجازت سے انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنے طریقہ پر نماز پڑھ لی۔ نماز کے بعد گفتگو کا آغاز ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ الٰہ ہے۔ وہ اللہ کا بیٹا ہے۔ وہ تین کا تیسرا ہے (معاذ اللہ) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن نازل فرمایا۔ انہوں رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ ہمارے نبی عیسیٰ علیہ السلام کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ نے پوچھا وہ کیا؟ کہنے لگے، آپ کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے۔ آپ نے کہا ہاں میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور سچے رسول ہیں۔ نصاریٰ کہنے لگے اے محمد ﷺ! کیا آپ نے کسی اور کو بھی بغیر باپ کے پیدا ہوتے دیکھا ہے۔ اگر دیکھا ہے تو اس کی دلیل دیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ عیسیٰ کی پیدائش پر اعتراض کرنے والے اس بات پر غور نہیں کرتے کہ جو رب ماں اور باپ دونوں کے بغیر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر سکتا ہے اس کے لیے عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کرنا کونسا مشکل ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ...... الی آخرہ.

اگر ان دلائل اور براہین کے باوجود اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں تو آپ انہیں مباہلہ کا چیلنج دیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے مباہلہ کی آیت پڑھ کر فرمایا۔ اگر نہیں مانتے تو آؤ مباہلہ کو نکلو۔ انہوں نے کہا ہمیں آپس میں مشورہ کرنے کی مہلت دیں۔ اب انہوں نے تنہائی میں بیٹھ کر عاقب سے مشورہ لیا جو بڑا دانا اور عقلمند تھا، اس نے ان الفاظ میں اپنا حتمی فیصلہ سنایا: لَا تَفْعَلُ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا ﷺ فَلَا عَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا.

ایسا نہ کر، اللہ تعالیٰ کی قسم اگر یہ نبی ﷺ ہیں اور ہم نے ان سے ملاعنہ کیا تو ہم اپنی اولادوں سمیت تباہ ہو جائیں گے۔

چنانچہ اس وفد نے متفق ہو کر کہا: إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا.

حضرت آپ جو ہم سے طلب فرماتے ہیں (جزیہ وغیرہ) ہم وہ سب ادا کرنے کے لیے تیار ہیں، آپ کسی امین شخص کو ہمارے ساتھ بھیج دیں (جو امانت داری کے ساتھ ہمارے ساتھ معاملہ کرے) اور بھیجا گیا شخص امین ہی ہو۔

امت محمدیہ کا امین:

آپ ﷺ نے فرمایا: لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ.

میں تمہارے ساتھ کامل امین کو ہی بھیجوں گا، صحابہ کرام ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے (کہ دیکھیں آپ کس کا انتخاب کرتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کھڑے ہو جائیے جب یہ کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ ہیں اس امت کے امین۔

[صحیح بخاری کتاب المغازی باب قصة اهل نجران ج ۴ ص ۱۵۹۲ رقم الحدیث ۴۱۲۰، ۴۱۱۹]

مباہلہ کی تعریف:

جب کسی کام کے حق اور باطل ہونے میں فریقین کا تنازعہ ہو جائے اور وہ نزاع دلائل سے ختم نہ ہو تو پھر فریقین کا مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا کہ جو مُصر باطل پر ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہو۔

[تفسیر الخازن ج ۱ ص ۲۵۴]

مباہلہ اور اہم امور:

مباہلہ کرتے وقت مندرجہ ذیل چند اہم امور کی پاسداری کرنا ضروری ہے۔

۱۔ مباہلہ کرنے والے فریقین مسلم نہ ہوں، بلکہ ایک فریق مسلم اور دوسرا غیر مسلم ہو۔

۲۔ مسلم کے ساتھ مسلم مباہلہ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم (نصاریٰ) کے ساتھ ہی مباہلہ کیا ہے۔

۳۔ مباہلہ حق اور باطل کو واضح کرنے کے لیے ہوتا ہے۔

۴۔ مباہلہ ایسے امور میں ہوتا ہے کہ جن کا دلائل کیساتھ فیصلہ نہ ہو سکے۔

۵۔ بوقت مباہلہ فریقین کا موجود ہونا ضروری ہے۔

۶۔ اگر بوقت مباہلہ فریقین اپنے عزیز و اقارب کو ساتھ شامل کرنا چاہیں تو شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور مباہلہ:

رسول اللہ ﷺ نے نجران کے نصاریٰ کی طرف اپنے ایک فرمان میں تین چیزیں لکھ کر ارسال فرمائیں تھیں:

۱۔ مسیحیت کو چھوڑ کر حلقہ بگوش اسلام ہو جاؤ۔

۲۔ مسیحیت پر قائم رہنے کی صورت میں جزیہ ادا کرو۔

۳۔ بصورت دیگر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

اہل نجران نے پیغام رسالت پڑھنے کے بعد اپنے ایک انتہائی معزز اور اہم وفد کو دربار رسالت میں بھیجا تو اس وفد نے حاضر ہو کر ان تین امور کو یکسر نظر انداز کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے متعلق آپ ﷺ سے بحث و مباحثہ شروع کر دیا۔ آپ ﷺ نے قاطع دلائل کے ساتھ ان کے دعوے کا رد کیا۔ جب انہوں نے دلائل ماننے سے انکار کیا تو پھر آپ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔

رسول اللہ ﷺ، حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اپنے ساتھ لے کر مباہلہ کے لیے تشریف لائے۔

دَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللَّهُمَّ هَؤُلَاءِ أَهْلِي.

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن، حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور (اللہ تعالیٰ سے فریاد کی کہ) اے اللہ تعالیٰ! یہ بھی میرے اہل ہیں۔

[صحیح مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل علی بن ابی طالب ج ۸ جزء ۱۵ ص ۱۴۷ رقم ۴۰۴]

نوٹ:

رسول اللہ ﷺ کا ان چاروں کا نام لے کر عرض کرنا کہ یا اللہ یہ بھی میرے اہل ہیں، اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان چاروں کو بھی مباہلہ میں شامل کرنے کی اللہ تعالیٰ سے اجازت طلب

کر رہے ہیں۔

مباہلہ اور دیگر صحابہ کرام:

حدیث مذکورہ سے اشارۃً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مباہلہ میں دیگر صحابہ کرام بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ اس کے علاوہ قرآن مجید کی آیت میں مذکور جمع کے صیغے بھی (ونساء نا، وانفسنا) دیگر صحابہ اور صحابیات کے مباہلہ میں شامل ہونے پر واضح دلیل ہیں۔

نکتہ:

لفظ اَبنـاءَ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خارج کر کے لفظ 'اَنفُسنَا' میں داخل کرتے ہوئے ان کے خلیفہ بلافصل ہونے پر دلیل لینا غلط ہے۔ کیونکہ لفظ اَبنـاءَ اِبنٌ کی جمع ہے، جو کہ تین یا تین سے زائد پر بولا جاتا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لفظ اَبنـاءَ سے خارج کر کے لفظ اَنفُسنَا میں داخل کیا جائے تو پھر اس لفظ کو اَبنَاءَ کا جمع لانا بے معنی ہو جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لفظ 'اَبنَاءَ نَا' میں داخل ہونے کی وجوہ:

ا۔ لفظ ابن صرف صلبی اولاد پر ہی نہیں بولا جاتا بلکہ بسا اوقات وہ اولاد کی اولاد (پوتے، نواسے) پر بھی بولا جاتا ہے۔

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے داماد تھے، جبکہ عرف میں داماد کو بھی بیٹا (ابن) کہہ دیا جاتا ہے۔

إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

سابقہ چند آیات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کے خاندان، ان کی پیدائش کے مراحل حضرت مریم علیہا السلام کا تعجب اور پیدائش عیسیٰ پر یہود کے اعتراضات اور حضرت عیسیٰ کا جواب، حضرت عیسیٰ کی دعوت توحید، معجزات عیسیٰ اور ان کا باحفاظت آسمانوں کی طرف اٹھا لینا مذکور تھا۔

ان تمام حقائق کے بعد فرمایا کہ یقیناً صرف یہی سچا بیان ہے اور یہ بیان اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں اور حضرت عیسیٰ کے متعلق نصاریٰ کا الٰہ اور اللہ کے بیٹے ہونے کا عقیدہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی واحد معبودِ حقیقی اور قادر مطلق ہے۔

آیات سے اخذ شدہ مسائل:

ا۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں جس طرح وہ چاہے کرے اور وہ کسی کے سامنے جوابدہ نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ بسا اوقات قانون فطرت کے خلاف اپنی قدرت کاملہ سے کسی چیز کو معرض وجود میں لے آتے ہیں۔ بسا اوقات انسان اس چیز کا عقل کے ماوراء ہونے پر ہی انکار کر دیتا ہے۔ حالانکہ قدرت الٰہی انسانی عقل کی محتاج نہیں۔

۳۔ دینی معاملات کو شرعی دلائل سے ہی جانچا جا سکتا ہے، صرف عقل سے نہیں۔

۴۔ شریعت کا ہر حکم (عقل کے مطابق ہو یا خلاف عقل) حق ہے کیونکہ اس کی بنیاد وحی الٰہی ہوا کرتی ہے۔

۵۔ غیر مسلم کو سمجھانے کے لیے شرعی و عقلی دلائل دیئے جاسکتے ہیں۔

۶۔ غیر مسلم سے اگر کوئی مسئلہ دلائل سے حل نہ ہو تو پھر ان سے مباہلہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ مباہلہ میں فریقین کا حاضر ہونا ضروری اور ان کے ساتھ ان کے اقارب کا شریک ہونا بھی جائز ہے۔

۸۔ لفظ 'ابن' بیٹوں، پوتوں، نواسوں اور داماد سمیت ایسے افراد جو کسی کے تحت پرورش پائیں پر بھی بولا جا سکتا ہے۔

۹۔ قرآن مجید میں بیان ہونے والے واقعات سچ اور حقائق پر مبنی ہیں جو ہر قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔

تقریب بخاری واھلحدیث کانفرنس

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور میں ان شاء اللہ 16 جولائی 2010ء بروز جمعۃ المبارک "تقریب بخاری واہلحدیث کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے۔ جس میں ملک کے بھر کے علمائے کرام وخطباء عظام خطاب فرمائیں گے۔

خطبہ جمعہ محترم جناب قاری عبدالرحیم کلیم آف ڈی جی خاں ارشاد فرمائیں گے۔

بخاری شریف کی آخری حدیث پر درس کی سعادت فضیلۃ الشیخ حافظ ثناء اللہ مدنی حاصل کریں گے۔

جامعہ اہلحدیث کے سالانہ امتحانات ان شاء اللہ 3 جولائی 2010ء بروز ہفتہ سے شروع ہوں گے۔

[شعبہ نشرواشاعت وامتحانات جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور]

وحی الٰہی کا انکار اور ہماری بے حسی

قسط: 5 آخری

عطا محمد جنجوعہ

الفرقان کی اشاعت پر ممکنہ خطرہ:

قرآن حکیم، اللہ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ جو دین اسلام کا بنیادی ماخذ ہے۔ خاتم النبیین ﷺ کا اسوۂ حسنہ اس کی توضیح وتشریح ہے۔ چودہ صدیاں بیت گئیں، قرآن انہی الفاظ میں آج تک محفوظ ہے جس طرح نبی کریم ﷺ پر نازل ہوا تھا اور یقیناً قیامت تک رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے۔

دیگر سماوی کتب محدود وقت کے لیے نازل ہوئی تھیں۔ حکمت خداوندی سے ان کی زبانیں بھی رفتہ رفتہ مردہ ہوگئیں اور نہ کسی نے ان کو زبانی یاد کرنے کا اہتمام کیا جبکہ قرآن مجید قیامت تک بنی نوع انسان کے رشد وہدایت کے لیے نازل ہوا۔ یہ رب کریم کا اعجاز ہے کہ اس کی زبان عربی آج بھی زندہ وتابندہ ہے۔ چونکہ قرآن کا پڑھنا باعثِ برکت، اس کا سمجھنا باعث ہدایت اور اس پر عمل کرنا باعث نجات ہے۔ اس لیے ہر زمانے میں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں بچے حفظ کرتے رہے۔ قرآن کریم کے فہم وادراک کے لیے ہزاروں کی تعداد میں دینی مدارس قائم رہے۔ جو وحی الٰہی کی روشنی میں نئی نسل کی روحانی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی تربیت کرتے رہے۔ مسلم معاشرہ میں مدنی تہذیب وتمدن کی نمایاں جھلک قائم رہی۔

صلیبی جنگوں میں غیور مسلمانوں نے دعوت وعزیمت کی تاریخ رقم کی تو اہل مغرب نے پسپا ہو کر فکری محاذ کو محور بنالیا۔ نتیجتاً یورپی اقوام نے خفیہ پلان کے تحت خلافتِ اسلامیہ کو سبوتاژ کردیا اور مسلم ریاستوں پر اپنا تسلط جما لیا۔ اسکے باوجود مغربی مفکروں نے کیمونزم کی بجائے اسلام کو ہی خطرہ سمجھا۔ لارنس براؤن یوں رقم طراز ہے:

''اسلام ہی صحیح معنوں میں ہمارے لیے، ہمارے وجود کے لیے، ہماری تہذیب وثقافت کے لیے حقیقی طور پر خطرہ ہے۔ کیونکہ تنہا اسی کے اندر آگے بڑھنے، پھیلنے اور دوسری تہذیبوں، ثقافتوں اور دوسری اقوام اور ان کے عوام کے قلوب واذہان کو مسخر کرنے اور انہیں اپنے زیر اثر لانے اور اپنے اندر جذب کرنے کی بدرجہ اتم استعداد وصلاحیت پائی جاتی ہے۔''

ایک اور مغربی مدبر نے اس استعداد وصلاحیت کی وضاحت یوں کردی۔ سینئر وزیر گولڈسٹون نے پارلیمنٹ کے ایک اجلاس میں قرآن مجید ہاتھ میں بلند کرتے ہوئے کہا تھا: ''جب تک یہ قرآن مسلمانوں کے دلوں یا دماغوں میں حکمران رہے گا، اس وقت تک یورپ اسلامی مشرق کو نہ تو اپنے قبضے میں لاسکتا ہے اور اگر اسے اپنے قبضے یا تسلط میں لے بھی آئے تو وہ اپنے اس تسلط کو زیادہ دیر برقرار نہیں رکھ سکتا۔'' [بحوالہ آئین، اپریل 1992ء]

اہل مغرب نے اپنے دانشوروں کے تجزیوں کو داخل دفتر نہیں کیا بلکہ انہوں نے محکوم مسلم ریاستوں کے عدالتی نظام سے وحی الٰہی کے احکامات کو بے دخل کردیا۔ دینی مدارس کو منہدم کردیا۔ ان کی جائیدادیں ضبط کرلیں۔ مزاحمت کرنے والوں کو پھانسی کے تختے پر لٹکایا یا کالے پانی میں بھیج دیا۔ آخر کار مخلص لیڈروں کی مسلسل تحریک آزادی کی بدولت مسلم ریاستیں آزاد ہوئیں۔ لیکن مکار قوم نے ان کو اقوام متحدہ سے منسلک کردیا۔

صیہونی تھنک ٹینک نے اقوام متحدہ کے ذریعے دنیا کے تمام ممالک کو اس بات کا پابند کردیا کہ وہ امریکی دستور پر مبنی حقوق انسانی کے منشور کو عالمی قانون سمجھ کر اس پر دستخط کریں۔ اس عالمی قانون کا مقصد کرۂ ارض کے تمام ممالک کو ایک آئین، ایک قانون کا پابند بنانا اور ان کی عوام کو مشترکہ تہذیب وتمدن میں ڈھالنا تھا۔ یہی وہ حائل رکاوٹ تھی کہ مسلم حکمران عوام کے پرزور مطالبے کے باوجود شریعت مصطفیٰ ﷺ کو ملک میں رائج نہ کرسکیں۔ اگر کسی مسلم ملک کے آئین کے دیباچہ میں قرآن وسنت کا ذکر ہوا ہے۔ لیکن جب تک عوام یا ان کے نمائندے قرآن وسنت کے ضابطہ کو پاس نہ کریں، اس وقت تک وہ اسلامی ضابطہ ملک میں قانون کا درجہ حاصل نہیں کرسکتا۔ عوامی حاکمیت اور عالمی قانون کی پابندی کی وجہ سے مسلم ریاستوں میں قرآن وسنت کی حکمرانی قائم نہ ہوسکی۔

عالمی انسانی حقوق کی آڑ میں مسلم دنیا میں ذرائع ابلاغ کو شتر بے مہار آزادی حاصل رہی۔ انہوں نے مسلم معاشرہ کو ہمنوا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ اس سے قطعاً انکار نہیں کہ انہوں نے مخصوص طبقہ کو اپنا گرویدہ بنالیا ہے۔ تاہم مسلم این جی اوز کی دفاعی حکمت علمی موثر رہی۔

ہر سال لاکھوں کی تعداد میں نئی نسل کے نوجوان دینی مدارس سے فارغ ہو رہے ہیں۔ مشائخ، عظام، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں تزکیہ نفس کر رہے ہیں۔ مساجد میں دھماکوں کے باوجود نمازیوں کی رونق بحال رہی۔ مسلم معاشرہ میں روحانی تعلیم وتزکیہ کی بدولت اسلامی تشخص برقرار رہا۔ اور مغربی تہذیب وتمدن کو تسلط جمانے میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ اصحاب الحدیث کے وزنی دلائل اور موثر حکمت عملی کامیاب رہی۔ فتنہ انکار حدیث سے مشرق میں وہ نتائج برآمد نہ ہوئے جتنی اہل مغرب کو توقع تھی، چنانچہ صیہونی تھنک ٹینک کو دور کی سوجھی، انہوں نے اسلام کے بنیادی ماخذ کو ہدف بنالیا۔

قرآن حکیم طاغوتی قوتوں کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے۔ جب تک وہ ظلم وتعدی سے باز نہ آجائیں اور عدل وانصاف کا دامن نہ تھام لیں۔ غیر مسلموں کی عزت، جان اور مال کو تحفظ فراہم کرتا ہے لیکن مسلمانوں کو یہود ونصاریٰ سے دوستی قائم کرنے سے منع کرتا ہے۔

مغرب کی حیوانی زندگی سے تنگ آکر اہل مغرب قرآن پڑھ کر سکون قلب کی دولت لوٹ رہے ہیں۔

اہل مغرب میں تحریف شدہ انجیل کا احترام چرچ تک محدود ہے، وہ بھی ہفتے میں ایک دن حاضری کے لیے مخصوص ہے۔ جبکہ وہ اپنی پرائیویٹ زندگی فرائیڈ لے کے نظریہ کے تحت گزارتے ہیں۔ اسکے برعکس مسلمان ایک صدی تک یورپ کے محکوم رہے اور 60 سال سے وہ بالواسطہ اقوام متحدہ کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ لیکن وہ ان کے سینوں کو قرآنی تعلیم سے محروم نہ کرسکے۔ افغانستان کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔

جب طالبان کو کامیابی نصیب ہوئی تو انہوں نے اماراتی نظام رائج کیا اور حدود وقیود نافذ کر کے معاشرہ میں عدل وانصاف قائم کردیا۔ جو اہل مغرب کے نزدیک عالمی نظام کی صریحاً خلاف ورزی تھی۔

سی آئی اے اور موساد حرکت میں آئیں۔ انہوں نے 1999ء میں مسلمانوں کی غیرت کا امتحان لینے کے لیے انٹرنیٹ پر قرآن مجید کی چار جعلی سورتیں پیش کیں۔

محترم نہی ہویدی صاحب نے ماہنامہ الفاروق، کراچی جمادی الاول 1419ھ میں مذکورہ شیطانی اجزاء کا ترجمہ پیش کیا تاکہ مسلمان بروقت ناپاک جسارت سے آگاہ ہو کر موثر انسداد کرسکیں۔ لیکن کسی دینی جماعت نے اپنی سرگرمیوں میں اس کو ہدف نہ بنایا اور نہ کسی مسلم حکمران نے امریکہ سے احتجاج کیا۔

امریکہ نے نائن الیون کے واقعہ کی آڑ میں افغانستان پر حملہ کیا۔ عالمی نظام کے متبادل قائم ہونے والے شرعی نظام کو درہم برہم کردیا۔ مسلم حکمران طبقہ، بالواسطہ یا بلاواسطہ امریکہ کا حلیف بن گیا۔ تو اس نے عراق پر چڑھائی کردی۔

امریکہ میں مقیم صیہونی تنظیم نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے 2004ء میں خودساختہ ''الفرقان الحق'' کا پہلا پارہ شائع کردیا۔ محترم محمد صالح مغل نے خودساختہ قرآن سے متعلق صیہونی لابی کی گھناؤنی سازش کو ''المنبر'' میں بے نقاب کیا۔ دینی جرائد افکار معاصرین کے تحت سیاسی چٹکلے، تبصرے شائع کرتے رہتے ہیں لیکن کسی ادارہ نے اس چشم کشا رپورٹ کو شائع کرنے کی زحمت گوارہ نہیں کی۔

''الفرقان الحق کے مقدمے میں کہا گیا کہ خدا نے صفی کی طرف فرقان الحق وحی کی اور اس کے معانی کا ترجمہ انگریزی میں مہدی نے کیا۔ فرعومہ جز 'صلاح' میں لکھا ہے:''دوستی کرو، دشمنی نہ کرو۔ محبت کرو اور اپنے دشمنوں سے نفرت نہ کرو۔ تم اپنی تلواروں اور نیزوں کو بلند کرڈالو''

''طہر'' میں کہا گیا ہے کہ ''گندگی اور پاکیزگی میں کوئی فرق نہیں اور نہ ہی زنا اور نکاح میں کوئی فرق ہے۔

''فرانیق'' میں رسول اللہ ﷺ کو شیطان سے تشبیہ دی گئی (نعوذ باللہ) ایک مذکر شوہر کے لیے ایک مونث بیوی ہو، اس سے زیادہ بیویاں رکھی گئیں تو وہ شیطان کی طرف سے ہوں گی'۔

جز 'مضاہاۃ' میں کہا گیا ہے کہ ''وہ لوگ گمراہ ہوئے جو اللہ کے رستہ میں لڑنے اور مرنے والوں کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں''۔

'ملوک' میں درج ہے:''جو قتال وجہاد کا حکم دیتا ہے وہ خدا نہیں، شیطان کمینہ ہے۔'' 'جز'، 'روح' میں ہے:''جس جنت کی خاطر خودکش حملے کیے جاتے ہیں وہ زانیوں اور بدکاروں کی جنت ہے۔''

سورۃ کبائر میں کہا گیا ہے:''جو کوئی بھی انجیل اور فرقان الحق کے علاوہ کسی اور کتاب کو ہدایت کے طور پر اختیار کرتا ہے تو ہم (خدا) اس سے یہ قبول نہیں کریں گے۔

سورۃ صلاۃ میں نماز کے بارے میں کہا گیا:

''نماز کے بغیر نیکی، نماز کے ساتھ گناہ سے بہتر ہے اور جو لوگ مساجد اور سڑکوں کی سائیڈوں پر نماز ادا کرتے ہیں۔ وہ دیکھنے والوں کو اپنے منافق

ہونے پر گواہ بناتے ہیں، پس جو کوئی بھی نماز پڑھنا چاہتا ہے وہ اپنے گھر میں گھس کر، کمرے کا دروازہ بند کرکے نماز پڑھے۔"

[ماخوذ: پندرہ روزہ المنبر 12 فروری، 11 مارچ 2005ء]

غرضیکہ شیطانی لغویات نے اللہ کی وحدانیت سے انکار اور خاتم النبین ﷺ کی عظمت کو ہر مقام پر داغدار کیا ہے، جبکہ نماز دین کا ستون ہے، جو برائی اور فحاشی کے کاموں سے روکتی ہے۔ مسجد نظم جماعت کا بنیادی مرکز ہے اور جہاد ارکان اسلام کے تحفظ کے لیے کوہان ہے۔ صیہونی سازش نے مسلمانوں کو روحانی طور پر اپاہج کرنے کے لیے چکمہ دیا ہے کہ وہ جہاد اور باجماعت نماز کی پابندی ترک کردیں۔

مکار صیہونی اور صلیبی درندوں کا خفیہ پلان ہے کہ مسلمان، قرآن حکیم کی بجائے شیطانی داستان کو تھام لیں، مزاحمت کرنے والے شدت پسندوں کے خلاف اس وقت تک جنگ رکھی جائے گی، جب تک وہ ان کے نظریات کے مطابق اپنی انفرادی زندگی کو ڈھال نہ لیں اور اس کے ضابطوں کو امور حکومت میں عملی طور پر نافذ نہ کردیں، کیا یہ ممکن ہے؟

اسرائیل، امریکہ اور یورپی ممالک میں ابتدائی طور پر شیطانی داستانوں کی تقسیم کا آغاز ہو چکا ہے۔ مغرب کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں عالمی امن کے قیام کے لیے بحث مباحثے ہوتے رہتے ہیں۔ وہاں صیہونی تھنک ٹینک اس امر پر زور دیں گے کہ تمام مذاہب کی کتب محدود اور مخصوص وقت کے لیے مجرب تھیں۔ موجودہ دور کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ان میں صلاحیت نہیں رہی۔ لہٰذا اب امن عالم کے شیطانی داستان پر عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا۔ زیر تعلیم طلباء اور بیرون ملک سے آئے ہوئے سکالروں کی برین واشنگ کی جائے گی۔

تیسرے مرحلہ میں اہل مغرب کے بنیادی تعلیمی اداروں میں اس کو شامل نصاب کیا جائے گا۔ رفتہ رفتہ مسلم کمیونٹی کے اداروں اور مدارس میں اس کا تعارف کرایا جائے گا، نائن الیون کے بعد مسلم ممالک نے امریکی دباؤ میں آخر درسی نصاب سے جہادی اور یہود و نصاریٰ سے دوستی کی ممانعت پر مبنی آیات کو خارج کر دیا ہے۔

حکومت کی اجازت ملنے پر پرائیویٹ اداروں نے تعلیمی شعبہ میں سرمایہ کاری شروع کردی ہے۔ امریکہ نے آغا خان فاؤنڈیشن اور عیسائی مشنریوں کو ملین ڈالرز امداد دی ہے جو مسلم ممالک کے تعلیم شعبہ میں سرگرم عمل ہیں۔ نجی و سرکاری مدارس کا امتحان مرحلہ وار آغا خان بورڈ کے سپرد کیا جارہا ہے۔ یہ ادارے اسلام کے روحانی، تعلیمی نظام کی جڑوں کو کھوکھلا کرنے کے لیے نظریات کا پرچار کر رہے ہیں، رفتہ رفتہ ان مدارس میں شیطانی داستان کے لغویات شامل نصاب کیے جائیں گے۔ جب اسلام پسند طبقہ احتجاج کرے گا تو حکمران طبقہ یہ کہہ دے گا کہ آپ اپنے بچوں کو ان سکولوں میں نہ بھیجیں۔ لیکن اعلیٰ عہدوں پر ملازمتوں کے لیے ان روشن اداروں کے فارغ التحصیل طلباء کو ترجیح دی جائے گی۔

مغرب میں مقیم مسلمان یا اسلامی دنیا سے اعلیٰ تعلیم کے لیے آئے ہوئے مسلمان اور مسلم ممالک کے اندر پرائیویٹ تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل نئی نسل پروان چڑھے گی۔ پالیسی کے تحت وہی نسل حکومت کے ایوانوں میں پہنچ جائے گی۔ جدید تعلیم اور فحش میڈیا کی یلغار سے عوام میں روشن خیال طبقہ کی کثرت ہو جائے گی تو اس وقت سرکاری مدارس میں "شیطانی داستان" کو داخل نصاب کر دیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کا حقوق انسانی کا منشور دراصل امریکی دستور کا چربہ ہے۔ اقوام متحدہ نے اقوام عالم کو پابند کیا ہوا ہے کہ وہ انسانی منشور کی روشنی میں اپنے ملک کا آئین اور قانون سازی کا عمل کریں۔ تاہم اس دور میں وحی الٰہی کی تعلیم کے لیے دینی مدارس سرگرم عمل رہے۔ مسلم معاشرہ جدت اور قدامت پسند دھڑوں میں بٹ گیا۔

اقوام متحدہ ہو یا امریکہ، ان پر صیہونی لابی کا تسلط ہے۔ ممکنہ خطرہ لاحق ہے کہ امریکہ انسانی حقوق کی طرح اقوام عالم خصوصاً مسلم دنیا کو مجبور کرے گا کہ وہ شیطانی نظریات کو تمام تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کرے۔ جواز یہ پیش کیا جائے گا کہ ثقافتی ہم آہنگی کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور دہشت گردی کا خاتمہ اس کے بغیر ناممکن ہے۔

وہ اہل علم جو یہودی پروٹوکول اور مکر و فریب کی پالیسی سے باخبر ہیں وہ اس ممکنہ خطرہ سے اتفاق کریں گے۔

رب ذوالجلال کا اعجاز ہے کہ قرآن حکیم مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ ملت کفر لاکھ ہا جتن کرلے، طرح طرح کے حربے آزمائے، مسلم حکمرانوں کو آلہ کار بنالے، بین المذاہب کانفرنسوں میں مسلم لیڈروں کی برین واشنگ کرلے۔ وہ قرآن حکیم کی صداقت کو داغدار نہیں کر سکتے، اس کی عظمت کو پامال نہیں کر سکتے۔ وہ اس میں زبر، زیر کی تحریف نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ کیا ہوا ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ. [الحجر 9]

"ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

دنیا کے ہر ملک میں لاکھوں کی تعداد میں حفاظ کرام کا ہونا اس کی بین دلیل ہے۔ البتہ ہم مسلمان قرآن مجید کو سمجھنے اور عمل کرنے میں جو غفلت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس کا ازالہ کرنے کی ضرورت ہے۔

محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی تحریر کرتے ہیں:

"اب اگر قرآن پاک ہمارے علوم وفنون کی اساس ہے تو پھر اس کو فی الواقع تعلیم کی بھی اساس ہونا چاہیے۔ یہ بات کہ آپ نے پہلے طالب علم کو ساری چیزیں پڑھا کر اس کے ذہن کا سانچہ بنالیا اس کے بعد اس سانچے کے مطابق آپ اسے قرآن پڑھا رہے ہیں، یہ میرے خیال میں قرآن کی توہین ہے۔ قرآن اصل سانچہ ہے۔ قرآن کے سانچے سے باقی علوم کو جانچنا چاہیے۔ کسی کو اچھا لگے، یا برا لگے، میں اس کو غلط سمجھتا ہوں۔ قرآن معیار ہے، قرآن اصل کسوٹی ہے۔ قرآن کے معیار اور کسوٹی پر فقہ اور اصول فقہ اور عقائد اور فتاویٰ پڑھا کر طالب علم کا ایک ذہن بناتے ہیں پھر اس ذہن سے کہتے ہیں کہ قرآن کے الفاظ کو توڑو، مروڑو اور توڑ مروڑ اس کے مطابق ایڈجسٹ کرو۔ یہ میرے خیال میں قرآن کا صحیح استعمال نہیں ہے۔ یہ بات طے ہے کہ علوم قرآن میں تخصص، موجودہ درس نظامی سے حاصل نہیں ہوتا۔ کچھ لوگ اپنی ذاتی دلچسپی یا ذوق سے پیدا کرلیں تو کرلیں، نظام میں اس کا بندوبست نہیں ہے۔ کوئی Inherent mechanism نظام میں نہیں ہے کہ قرآن کے متخصصین پیدا ہوں، یہی حال علم حدیث کا ہے۔" [الشریعہ مارچ 2005ء، ص27]

ڈاکٹر صاحب نے بجا فرمایا کہ اس قسم کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل علماء کو ہم، مسلک کا پاسبان کہہ سکتے ہیں لیکن اسلام کا ترجمان نہیں، یہی وجہ ہے کہ وہ جب میدان عمل میں آتے ہیں تو وہ مغربی فکر و فلسفہ سے مرعوب ہوجاتے ہیں۔ ان کے جواز کے لیے تاویلیں تو کرسکتے ہیں ان کا محاکمہ کرنے کی صلاحیت سے عاری ہوتے ہیں۔

وہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر دہشت گردی کی مذمت تو کرسکتے ہیں، لیکن وہ دہشت گردی اور جہادی تحریکوں کا فرق واضح نہیں کرسکتے۔ وہ بین المذاہب کانفرنس میں مشترکہ اقدار، امن وسلامتی اور اخوت و رواداری کے موضوع پر وعظ ونصیحت کرسکتے ہیں لیکن وہ عالمی مذاہب کے سکالروں کو صداقت اسلام کے موضوع پر صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے کا چیلنج نہیں دے سکتے۔

قرآن وحدیث عربی زبان میں ہے، جس کے فہم وادراک کے لیے گرائمر، صرف ونحو اور فقہ کے علوم کی ضرورت ہے، لیکن ان کے حصول پر چھ سال صرف کردینا، پھر قرآن وحدیث کی واجبی تعلیم دینا صریحاً ناانصافی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ آسان سے مشکل کی طرف کے اصول کو مدنظر رکھ کر قرآن وحدیث کا نصاب متعین کیا جائے، تاکہ طلباء پہلے سال سے ہی وحی الٰہی کی تعلیم حاصل کرنا شروع کردیں۔ تحریک تنویر اور تحریک روحانویت نے مسلم معاشرہ کی سیاست ومعیشت اور معاشرت کو زنگ آلود کردیا ہے۔ قرآن وحدیث دنیا بھر کے علوم وفنون کا منبع ہے۔ دوران تدریس اس زنگ کو زائل کرنے کی صلاحیت پیدا کی جائے۔

چونکہ دینی مدارس کے طلباء عربی، اسلامیات کی تعلیم پر پہلے ہی عبور رکھتے ہیں لہٰذا عصری تعلیم یعنی ایف اے، بی اے کرنے والے طلباء کو سیاسیات، معاشیات، نفسیات، عمرانیات اور تاریخ کے اختیاری مضامین پڑھائے جائیں تاکہ اسلامی سانچہ میں ڈھلا ہوا طبقہ عملی زندگی کے ان شعبوں میں اسلام کا موثر دفاع کرسکے۔

عصری تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے اجتہاد جدید کی درانتی سے اسلام کی فصل کو کاٹ رہے ہیں۔ ان کے تدارک کے لیے ضروری ہے کہ چونکہ کسی قوم کی تہذیب وتمدن کو اپنانا مسلمان کے لیے ناجائز ہے لیکن ان کی زبان پر دسترس حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ موجودہ دور میں انگریزی زبان نے بین الاقوامی حیثیت اختیار کرلی ہے۔ جبکہ دینی مدارس میں انگریزی امتحانی نقطہ نظر سے پڑھائی جاتی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی مدارس میں انگریزی زبان کو سمجھنے اور اپنا مافی الضمیر کے اظہار کرنے اور لکھنے کی مہارت پیدا کی جائے تاکہ وہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر عالمی امن کے لیے وحی الٰہی کی ضرورت واہمیت کو احسن طریق سے اجاگر کرسکیں۔ مسلم ممالک میں یہودی پروٹوکول کی پیش قدمی جاری ہے۔ رفاہی اداروں کی آڑ میں عیسائی مشنیریاں سرگرم عمل ہیں۔ میڈیا پر ہندومت کی ثقافتی یلغار کا طوفان بدتمیزی برپا ہے۔ صیہونی آلہ کار بہائی، اسمٰعیلی، مرزائی، نیچریوں، پرویزیوں نے من گھڑت تاویلوں سے، انکار وحی الٰہی کے فتنوں نے جنم لیا اور ختم نبوت کے عقیدہ سے روگردانی کرلی۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دوران تدریس گمراہ مذاہب کی غلطیوں کی نشاندہی کرائی جائے۔ اور ان کے الزامات کا ازالہ کرایا جائے تاکہ وہ شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسریؒ کی طرح عملی میدان میں عالمی مذاہب کے سکالروں کو بحث ومباحثہ کرنے اور مناظرہ کرنے کی صلاحیت کرسکیں اور وحدت الادیان تحریک کا قلع قمع کرنے میں موثر کردار ادا کرسکیں۔ نماز اسلام کا ستون ہے، روز محشر سب سے پہلے نماز کے بارے پرسش ہوگی۔ برصغیر میں نماز کے فروعی مسائل کی تحقیق پر مناظرے ہوئے۔ ضخیم کتب تحریر ہوئیں۔ جن کا شمار کرنا دشوار ہے۔ اگر نیت میں اتباع رسول کا جذبہ ہو تو قابل تحسین عمل ہے۔ خدانخواستہ شہرت کا شوق ہو یا تعصب ہو تو قابل نفرت رویہ ہے۔ اس قسم کے بحث ومباحثہ کے دوران بعض اوقات

احادیث پر جرح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ جس سے عام مسلمانوں میں حجت حدیث کا جذبہ مجروح ہوتا ہے۔ جبکہ منکرین حدیث کا تنقید کا موقع فراہم ہوتا ہے۔ موجودہ دور کے حالات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں اگر کوئی مسلک کسی ضعیف حدیث کی بنیاد پر عمل کرتا ہو، تو اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بناؤ کیونکہ چند ایسی ضعیف احادیث ہیں جن پر سب علماء عمل کر رہے ہیں۔ مثلاً لاز کوۃ فی مال حتی یحول علیہ الحول. یعنی مال پر زکوٰۃ نہیں جب تک ایک سال پورا نہ ہو جائے۔ [ابوداؤد، احمد، بیہقی]

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی ”تلخیص ج ۱ص ۱۷۶ میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے، اس میں حسان راوی ضعیف ہے اور ثابت سے روایت کرنے میں وہ متفرد ہے، آگے چل کر اسکے سوا اور بھی کئی طرق بیان کیے ہیں مگر سب ضعیف ہیں۔ [صحیفہ اہلحدیث یکم جمادی الآخر ۱۴۲۶]

گزشتہ صدی میں برطانیہ نے الغائے خلافت کے بعد ترکی کا اسلام سے رشتہ کاٹ دیا تھا۔ آج امریکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو اسلامی تہذیب وتمدن سے محروم کر رہا ہے۔ مسلم حکمران ... ممالک میں امریکی پالیسی پر عمل درآمد کر رہی ہیں۔

میلے منڈیوں میں لاؤڈ سپیکر کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن مساجد میں خطبہ جمعہ کی تقریر پر پابندی عائد ہے۔ لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے پر طلباء کرام پر مقدمات درج ہو چکے ہیں۔ بارلیش نمازیوں پر دہشت گرد ہونے کا شبہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ آغا خاں بورڈ نے عصری تعلیمی اداروں کو آکسفورڈ ماحول میں ڈھالنے کا ٹھیکہ لے لیا ہے۔ نئی تعلیمی پالیسی کے تحت دینی مدارس کو عصری تعلیمی اداروں کا روپ اختیار کرنے کی مہم جاری ہے۔ کیونکہ وفاق کے ناظمین پریشر میں کچھ لو، کچھ دو کی پالیسی اپنانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

وہ دینی مدارس جو قرآن وحدیث کو تدریسی دور میں سبقاً پڑھا لیتے تھے۔ حکومت کی نئی پالیسی کے تحت وہ اپنا معیار برقرار نہ رکھ سکیں گے۔ وہ مدارس جو حکومتی پالیسی اپنانے سے انکار کریں گے۔ حکومت اس مدرسہ کے مالی معاونین کا کھوج لگائے گی، پھر ان کو خوفزدہ کر کے مدارس کو مالی مشکلات سے دوچار کرے گی۔ ایک ملک کے بچے مزید اعلیٰ دینی تعلیم کے لیے مسلم ممالک میں پڑھتے تھے۔ دیار غیر کے طلباء کا اخراج شروع ہے۔ پاکستان نے پہل کر دی ہے۔ مستقبل قریب میں صوبوں کی سطح پر پابندی لگ سکتی ہے۔ جس طرح ضلعی حکومتیں مستحکم ہو رہی ہیں۔ وائٹ ہاؤس کے پجاریوں سے ممکنہ خطرہ درپیش ہے کہ کل کلاں ایک ضلع کے بچے دوسرے ضلع میں دینی تعلیم حاصل نہ کر سکیں۔

آپ مشاہدہ کریں کہ بعض اضلاع میں دینی مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں بچے زیر تعلیم ہیں۔ مگر کئی اضلاع مالی پسماندگی، دینی ذوق کی کمی یا جماعتی نظم کی خامی کی وجہ سے دینی مدارس سے محروم ہیں یا برائے نام ہیں۔ ان سنگین حالات کے تحت ضرورت اس امر کی ہے کہ ملک کے ہر ضلع بلکہ ہر قصبہ تک طلباء وطالبات کے لیے دینی مدارس قائم کیے جائیں، جہاں مقامی علاقہ کے بچوں کو قرآن وحدیث کی تعلیم دی جائے۔

دینی جماعتیں منظم ہو کر امر بالمعروف ونہی عن المنکر پر بھرپور توجہ دیں۔ محلہ میں آبادی کی نسبت سے نمازیوں کی تعداد کم ہے۔ وہ لوگوں کو نماز کی تلقین کریں۔ صدقات وزکوٰۃ سے بیت المال کو مضبوط کریں۔ مقامی ضرورتیں پوری کر کے دینی مدارس کی کفالت کریں۔

اکثر مساجد میں پہلے کی نسبت ائمہ کرام، دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہیں۔ تاہم ضلعی تنظیمیں ائمہ کرام کی تعلیم وتربیت کا خصوصی اہتمام کریں۔ تاکہ وہ اپنی مساجد میں نماز کے مسائل واحکام ضرور بتائیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان کو معاشرت، معیشت وسیاست اور اخلاق وآداب کے شعبوں میں بھی اسلامی احکام سے روشناس کرائیں۔ ☆ ☆ ☆

بقیہ: بدنصیب قوم کے اعیار حکمران

دوسروں کی مسجدوں اور گھروں پر زبردستی جھنڈے لگائے گئے۔ اتارنے پر گستاخ رسول ﷺ کے پرچے درج کیے گئے۔

عربی زبان پڑھنے سے دین کے بنیادی عقائد اور فلسفہ حیات سے آگاہی ملتی تھی اب وہ بھی نہ رہی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ آنے والے کل ایسے بچوں کو جنم دے گا، جو دین سے عاری اور محض فرقہ واریت پھیلانے والے مولویوں کا آلہ کار بن جائیں گے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ حکومت پنجاب عربی مضمون کو برقرار رکھتی اور کمپیوٹر سائنس بھی شامل نصاب کر دیتی۔ تاکہ یہ تاثر نہ قائم ہوتا کہ موجودہ حکومت بھی عالمی ایجنڈے کی تکمیل میں کردار ادا کر رہی ہے۔ ہم اس غیر مناسب اقدام کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہیں اور حکومت وقت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ فی الفور اپنا نوٹیفکیشن واپس لے اور عربی زبان کو لازمی مضمون کے طور پر چھٹی کلاس میں پڑھانے کا حکم صادر فرمائے۔

دعائے مغفرت

ملک محمد اسماعیل آف فاروق آباد کی والدہ اور قاری اکرام الحق اثری آف لاہور کی نانی جان جو 16 مئی بروز اتوار کو دل کی حرکت بند ہونے کی بنا پر وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو معاف فرما کر انکے درجات بلند کرے۔ آمین [دعا گو: حافظ عبداللطیف، لاہور]

بدنصیب قوم کے عیار حکمران!

پروفیسر محمد یاسین ظفر، پرنسپل جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

یہ بات نہ جانے کتنی مرتبہ دہرائی جاچکی ہے کہ وطن عزیز دنیا کا واحد نظریاتی ملک ہے۔ جو صرف اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا۔ اگر تحریک پاکستان میں اسلامی ریاست کا تصور شامل نہ کیا جاتا تو یہ تحریک کبھی کامیابی سے ہمکنار نہ ہوتی اور پاکستان کا معرض وجود میں آنا ممکن نہ ہوتا۔ بانی پاکستان کی جلد رحلت اور ان کے جانشین کے قتل کے بعد ایسے لوگ برسر اقتدار آئے جو پاکستان کے قیام میں شریک نہ تھے اور نہ ہی انہیں قیام پاکستان کے مقاصد سے دلچسپی رہی تھی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ غیروں کے آلہ کار اور گماشتے تھے۔ جو پاکستان کی اصل شناخت کو ختم کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہے۔ اقتدار کی حرص نے انہیں باولا کردیا تھا اور اپنی ہی قوم کو بار بار زیر کر کے فتح کا جشن مناتے رہے۔ کبھی کوئی عوامی حکومت کا نعرہ مستانہ لگا کر اقتدار میں آیا تو کبھی کوئی اسلام کے نام پر حکمرانی کے مزے لوٹتا رہا۔ لیکن بدنصیب قوم عرصہ 63 سال سے ایک ایسے بھنور میں پھنسی ہوئی ہے کہ وہ ساحل سے کوسوں دور ہلاکت خیز موجوں کے رحم و کرم پر جی رہی ہے۔ ایک سے بڑھ کر ایک عیار اقتدار پر قابض ہوتا ہے اور اپنے پیش رو کو پاکستان کی محرومیوں، بربادیوں کا ذمہ دار گردانتا ہے اور خود عالمی مافیا کا ایجنٹ بن کر قوم کی تقدیر سے کھیلتا ہے۔

پاکستان کی بقا اور سالمیت کا اسلام سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر آج بھی کوئی ناداں اس شناخت کو ختم کرنے کی سعی کرے گا۔ تو اس کی براہ راست چوٹ پاکستان کی اساس پر پڑے گی۔ اس قوم کو اگر کسی چیز نے متحد و متفق کیا ہوا ہے۔ تو وہ صرف اسلام ہے۔ اگرچہ قیام پاکستان سے لے کر اب تک یہ اسلامی فلاحی ریاست تو نہ بن سکا۔ مگر کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی شکل میں اسلام کی بود و باش نظر آتی رہی ہے۔ خاص کر پاکستان کے سکولوں میں اسلامیات، دینیات اور پھر عربی زبان کو لازمی قرار دیا جانا، اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ عربی زبان نصاب تعلیم میں لازمی مضامین کے طور پر پڑھائی جاتی رہی۔ اس سے کم از کم طلبہ کو یہ احساس رہتا ہے کہ ہمارا تعلق محمد عربی ﷺ کی ذات بابرکات سے ہے۔ جن پر دنیا کی مقدس ترین سچی کتاب قرآن حکیم عربی زبان میں نازل ہوئی ہے اور پوری شریعت کا ماخذ بھی عربی زبان ہے۔ اس بہانے سے بچے چند سورتوں کا ترجمہ اور عربی زبان کی بنیادی باتیں سیکھ جاتے تھے اور عربی زبان سے ایک تعلق رہتا تھا کہ یہ ہمارے دین کا حصہ ہے۔ خالص عربی النسل ہونے کے باوجود امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کرتے تھے:

تعلموا العربية فانها من دينكم.

کہ عربی سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے۔

لیکن مقام افسوس ہے کہ ''خادم پنجاب'' نے چھٹی کلاس میں عربی کو ختم کر کے کمپیوٹر سائنس کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھانے کا نوٹیفکیشن جاری کردیا ہے۔ اس طرح آئندہ دو سالوں میں عربی مکمل طور پر مڈل حصے سے ختم ہوجائے گی۔ جبکہ میٹرک، ایف اے میں پہلے ہی بطور لازمی مضمون ختم ہوچکی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان میں موجود ایک سیکولر طبقہ روز اول سے ہی اس بات کا مخالف رہا ہے اور ان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ پاکستان کی اسلامی شناخت ختم کردی جائے اور پاکستان کے نام کے ساتھ اسلامی جمہوریہ کا لاحقہ بھی ختم کردیا جائے۔ آج وہ طبقہ بے حد مسرور نظر آتا ہے کہ ان کی امیدیں بر آئیں ہیں۔ سب سے زیادہ افسوس اس بات پر ہے کہ یہ منحوس اور برا فیصلہ پاکستان کی خالق جماعت مسلم لیگ کے ہاتھوں ہوا اور وہ بھی مسلم لیگ کے اس گروہ سے جن کے بارے میں عوام میں یہ تاثر ہے کہ یہ لوگ (شریف برادران) اسلام اور دین سے گہری محبت رکھتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اقوام متحدہ کے ذریعے جو عالمی ایجنڈا جاری ہوا ہے۔ یہ اسی کا ایک حصہ ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے اقدامات کیے جائیں جس سے مذہب کی شناخت ختم ہوجائے اور خاص کر اسلامی ممالک میں خصوصیت کے ساتھ یہ اقدامات اٹھائے جارہے ہیں۔ مخلوط تعلیم جنسی آزادی اسقاط حمل اور نصاب تعلیم سے دینیات اور عربی زبان کا خاتمہ اس کا لازمی حصہ ہے۔ یہ کام اگر اور جماعت کرتی جو سیکولرازم کی حامی ہیں۔ تو بات سمجھ میں آتی کہ ان کا منشور ہی ایسا ہے، لیکن مسلم لیگ کے ہاتھوں یہ اقدام بہت ہی افسوسناک ہے۔ پاکستانی قوم پہلے ہی مذہب سے بیزار نظر آتی ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات میں فرقہ واریت بھی ہے۔ لیکن فرقہ واریت کے فروغ میں جو اسباب کارفرما ہیں۔ ان میں اب عربی زبان کا خاتمہ بھی شامل ہوگیا ہے۔ حکومت خود فرقہ واریت کی سرپرستی کرتی ہے۔ حالیہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مختلف شہروں میں جو کچھ ہوا۔ حکومت ایک فریق بن کر سامنے آئی۔

[بقیہ صفحہ:15]

انسان شریعت کی نظر میں

محمد اسحاق حقانی (مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور)

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ انسان نے یا تو اپنے آپ کو اتنا بڑا خیال کر لیا کہ اپنے خالق و مالک کو بھول کر یہ دعویٰ کرنے لگ گیا کہ میرے جیسا کون ہے۔ جیسا کہ قوم عاد نے کہا کہ من اشد منا قوۃ. ہم سے طاقت میں کون بڑھ کر ہے۔

فرعون کہنے لگا: مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِنْ إِلٰهٍ غَيْرِيْ. [قصص: ۳۸] میں اپنے علاوہ کسی کو معبود نہیں جانتا۔

اس کے نتیجے میں جواب دہی کا تصور بھلا دیا اور خدائی اختیارات کا اپنے آپ کو حامل بنالیا۔ خلق خدا کو اپنے جور و ظلم کا نشانہ بنالیا۔ یا پھر اپنے آپ کو انسان نے اتنی پستی میں گرالیا کہ ہر درخت، پتھر اور حیوان کے سامنے جھکنے لگا۔ جس کسی چیز میں نفع و نقصان دیکھا اس کو اوتار مان لیا۔ جو چیزیں انسان کی خدمت کے لیے تھیں، ان کو دیوتا خیال کر لیا۔ سورج، چاند، ستارے بلکہ آگ، پانی کے آگے سربسجود ہو گیا۔ شریعت اسلامی نے انسان کو اس کی حقیقت سے آگاہ کیا کہ اس کی اصل کیا ہے اور اس کا مقام کیا ہے؟ کائنات کے ساتھ اس کا تعلق کیسا ہونا چاہیے۔

<u>انسانی حقیقت:</u> کہ اس کی بنیاد مٹی سے ہے پھر اسکا سلسلہ نسب پانی سے چلا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی بہترین تخلیق کی اور انسان کی تخلیق مٹی سے، پھر اس کی نسل کو حقیر پانی کے خلاصہ سے چلایا اور اس میں روح پھونک کر کان، آنکھیں اور دل بنایا پھر تم کم شکر ادا کرتے ہو۔ [سورہ سجدہ: ۷، ۸]

انسان کو اس کی اصل بتا کر تکبر و غرور سے روکا کہ دیکھ خالق کائنات نے کس طرح رحم مادہ میں تیری پرورش کی۔ تمہاری ماؤں کے شکموں میں کیسے تخلیقی مرحلے سرانجام پائے۔ اندھیروں سے روشنی میں لایا، یہ ہے تمہارا رب جس کی بادشاہی ہے اور جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے بنایا، پھر اس کا سلسلہ نطفے کی شکل میں مضبوط مقام (رحم) میں ٹھہرایا، پھر اس کو خون کے لوتھڑے کی صورت دی، پھر اس سے گوشت کا ٹکڑا، پھر اس سے ہڈیوں کا ڈھانچا تیار کر کے ان پر گوشت چڑھایا، پھر اس کو دوسری پیدائش (مرد و عورت) میں بدلا، یہ ہے بابرکت خالق۔ [مومنون: ۱۳، ۱۴]

جب انسان اپنی تخلیق کا تصور ذہن میں لاتا ہے تو پھر اس محسن کے احسان جاننے کا داعیہ اور شکر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ آپ ﷺ سجدہ تلاوت میں کہتے کہ میرا چہرہ اس ذات کے سامنے سجدہ ریز ہے جس نے اس کو پیدا کیا اور صورت دی، پھر اس کے کان اور آنکھیں بنائے، پس وہ بہترین خالق ہے۔ [مسلم]

شریعت اسلامی نے بتایا کہ انسان اس قدر حقیر و ذلیل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو حیوان کے درجہ میں شمار کرے۔ فرمایا کہ ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور اس کے لیے خشکی و سمندر میں سواریاں عطا کیں اور پاکیزہ رزق مہیا کیا اور اپنی پیدا کی ہوئی بہت سی مخلوق پر فضیلت بخشی۔ [اسراء: ۷۰]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت و صلاحیت دی کہ وہ کائنات کی چیزوں سے فائدہ اٹھائے اور ان کو اپنے تصرف میں لائے، نہ کہ ان کے سامنے ذلیل ہو، ان میں اس کی مصلحت کو سمویا اور اس کو آگاہ کیا کہ تیرے فائدے کے لیے ہیں، ان کو بروئے کار لاتے ہوئے کہہ کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان کو ہمارے تابع کر دیا، ورنہ ہماری کیا مجال اور ہم نے آخر اسی خالق کے پاس جانا ہے۔

<u>اختیار و اقتدار:</u> انسان کو اچھائی اور برائی کی تمیز پر قدرت بخشی اور انسانی نفس کے اندر خیر و شر کا الہام کیا اور پھر اس کو قوت و ارادہ سے نوازا۔ تا کہ نیکی اور بدی کا راستہ اختیار کرے۔

قسم ہے اس ذات کی جس نے انسان کے نفس کو صحیح طور پر تیار کر کے برائی اور بھلائی بتادی۔ جس نے نفس کو پاک کر لیا، کامیاب ہوا اور جس نے اس کو خراب کر لیا، ناکام ہوا۔ جن لوگوں نے اس حقیقت کو جھٹلایا ان کی سرکشی ان کو لے ڈوبی۔

<u>احساس جواب دہی:</u> شریعت اسلامی نے صرف انسان کے شرف و کمال کو ہی بیان نہیں کیا بلکہ آگاہ کیا کہ اس کائنات میں تجھے ذمہ داری بھی نبھانی ہے اور اس کے بارے میں باز پرس بھی ہوگی۔ وہ ذمہ داری کیا ہے کہ شریعت اسلامی کے تابع فرمان ہو کر زندگی گزارنا ہوگی، اسی کا نام عبادت ہے۔ میں نے انسان اور جن کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ [جن: ۱۸]

جب تک ویسا قانون نہیں آتا

حرف راز .... اوریا مقبول جان

کیا یہ وہی امت ہے جس کا کل اثاثہ سید الانبیاء ﷺ سے پیار اور محبت اور کل متاع ان کی حرمت پر کٹ مرنے کی آرزو تھی۔ میرے جیسے دقیانوس اور فرسودہ خیال شخص کے سامنے آج کے روشن خیال دانشور کیسی کیسی دلیلیں لے کر آتے ہیں۔ فیس بک یا یوٹیوب بند کر کے دنیا سے کٹ جاؤ گے۔ دنیا تم پر ہنسے گی۔ پہلے ہی پاکستان کا دنیا بھر میں شمار دہشت گردوں کی پناہ گاہ کے طور پر ہوتا ہے۔ تم جیسے لوگ تو پتا نہیں کس صدی میں رہتے ہو۔ کیا آج کے دور میں کسی کو طاقت کے زور پر کچھ کہنے، کرنے، لکھنے یا کارٹون بنانے سے روکا جاسکتا ہے۔ ان سب کا مقابلہ تو عقل اور ٹھنڈے دماغ سے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن تم جیسے لوگ تو بس لوگوں کے جذبات کی رو میں بہا کر ڈبو دیتے ہو۔ لیکن میں کیا کروں میں جب سید الانبیاء ﷺ کی شان میں گستاخی کے درد اور کرب سے گزرتا اور دوسری جانب ان آزادئ اظہار اور ترقی کے دیوانوں کی باتیں سنتا ہوں تو میرے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ آزادئ اظہار کے نعرے کے دلدادہ ان دانشوروں کو شائد یورپ اور امریکہ کے وہ قوانین نظر نہیں آتے جو ان ملکوں کے آئین اور قانون میں یہودیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کو جرم قرار دیتے ہیں اور گزشتہ ساٹھ سالوں سے ہزاروں لوگ ان جرائم کی پاداش میں جیل جاچکے ہیں، کئی اخبارات اور رسائل بند ہو چکے ہیں، کتابیں ضبط کی جاچکی ہیں اور ویب سائٹس پر پابندی لگائی جاچکی ہے۔

انسانی آزادی، اظہار رائے اور حرمتِ لفظ و تحریر کے ان پروانوں کو میں صرف اس سال یعنی 2010ء کے دوران سزا پانے والے اور پابندی لگنے والی ویب سائٹس اور ٹی وی چینلوں کی ایک جھلک دکھانا چاہتا ہوں اور پھر سوال کروں گا کہ کیا یہودیوں کے خلاف نفرت پھیلانے کے جرم کو عقل اور ٹھنڈے مزاج سے نہیں روکا جاسکتا تھا۔ ان کے خلاف بات کرنے والوں کو سزا کا مستحق کیوں قرار دیا گیا۔

15 مئی 2010ء یونان کے شہر سیلونیکا میں ایک یہودی قبرستان کے باہر یہودیوں کے خلاف نعرے لکھنے پر تین افراد کو گرفتار کیا گیا جن میں ایک 17 سالہ بچہ بھی شامل تھا۔ اسی دن یعنی 15 مئی کو پولینڈ کے جنوب میں ایک فٹ بال سٹیڈیم سے پانچ شائقین کو گرفتار کیا گیا جنہوں نے یہودیوں کے بارے میں ایک بینر پر ایک بڑا سا کارٹون بنایا تھا جس میں ایک لمبی ناک والا شخص جو یہودیوں کی علامت ہے اس پر موت کی علامت بنائی گئی تھی۔

11 مئی 2010ء کو کینیڈا کے ایک 83 سالہ بوڑھے شخص میکس مہر کو چھ ماہ قید سنائی گئی اور دو سال پروبیشن پر رکھنے کو کہا گیا جس نے دیوار پر یہودیوں کے خلاف نعرے لکھے تھے۔

6 مئی 2010ء کو امریکہ کے شہر نورفوک کی عدالت نے ایک شخص کرسٹوفر بروکس کو پانچ سال قید کی سزا سنائی، جس نے ساٹھ سٹکروں پر یہودیوں کے خلاف نعرے لکھے اور انہیں گرجے کی دیواروں پر لگایا۔

3 مئی 2010ء کو ناروے کی وزارتِ ثقافت نے ایک مصری ٹیلی ویژن 'الرحمۃ' کی نشریات پر پابندی لگا دی کیونکہ وہ یہودیوں کے خلاف نعرے اگلتا تھا۔ اسی ٹیلی ویژن چینل پر فرانس میں 31 اکتوبر 2004ء کو اس وقت پابندی لگائی جب اس نے ایک مصری عالم دین کی یہودیوں کے خلاف تقریر نشر کی۔

30 اپریل 2010ء کو برطانیہ کی نیوکاسل عدالت نے 19 سالہ نکی ڈیوسن جو ایک دودھ بیچنے والا نوجوان ہے، اس کو اس بات کا مجرم قرار دیا گیا کہ اس نے انٹرنیٹ پر یہودیوں کے خلاف آرین سٹرائک نامی ایک گروپ بنایا تھا۔ اس سارے فیصلہ کی سماعت صرف پچاس منٹ میں مکمل ہو گئی۔

16 اپریل 2010ء کو جرمنی کے شہر ریگن برگ کی ایک عدالت نے ایک عیسائی بشپ رچرڈ ولیم سن کو اس بات پر سزا سنائی کہ اس نے سویڈن کے

ٹیلی ویژن کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ میں اس بات پر یقین نہیں رکھتا کہ جنگ عظیم دوئم میں یہودیوں کا قتل عام ہوا تھا۔

14 اپریل 2010ء کو فرانس کی حکومت نے وہاں کے ایک سیٹلائٹ آپریٹر کو حکم دیا کہ وہ ایک مصری چینل کی نشریات مکمل طور پر بند کردے کیونکہ یہ یہودیوں کے خلاف نفرت پھیلاتا ہے۔

12 اپریل 2010ء کو اٹلی کی ایک عدالت نے ایک شخص پاؤلو منزی کو اس بات پر مجرم قرار دیا کہ اس نے انٹرنیٹ پر ایک بلاگ بنایا تھا جس میں 162 یونیورسٹی پروفیسروں کی لسٹ شائع کی تھی جو متعصب یہودی ہیں۔

کینیڈا کی یارک یونیورسٹی نے یکم اپریل 2010ء کو ایک طالب علم کو یونیورسٹی سے نکال دیا جس نے یہودیوں کے خلاف ایک ویب سائٹ بنائی تھی۔ اس وقت وہ شخص انٹرپول کی تحویل میں ہے۔

25 مارچ 2010ء کو امریکہ کے شہر یوجین کی پولیس نے ایک شخص مائیکل رسٹر کو گرفتار کیا جو بازاروں میں یہودیوں کے خلاف نعرے لگاتا تھا۔

18 مارچ 2010ء کو امریکہ کی ریاست ٹیکساس کی عدالت نے ایک فرم برادر سکاٹ کو ایک لاکھ پندرہ ہزار ڈالر جرمانہ کیا تھا کیونکہ اس کے اعلیٰ افسران اکثر گندے یہودی "Dirty Jew" جیسے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ 18 مارچ 2010ء کو کینیڈا کے شہر کالگری میں ایک 17 سالہ لڑکے کو گرفتار کیا گیا جو دیواروں پر یہودیوں کے خلاف نعرے لکھتا تھا۔

9 مارچ 2010ء کو سپین کے شہر بارسلونا کی عدالت نے ایک شخص پیڈرو ویریلا کو دو سال نو ماہ قید کی سزا سنائی۔ یہ شخص ایک کتابوں کی دوکان یوریا بک سٹور کا مالک تھا اور یہودیوں کے خلاف کتابیں بیچتا تھا۔

20 فروری 2010ء کو امریکہ کے شہر بوکارائن کی پولیس نے 15 سے 16 سال کی عمر کے تین لڑکوں کو گرفتار کیا، جنہوں نے ایک یہودی عبادت گاہ کے پاس کھڑے ہو کر انہیں برا بھلا کہا تھا۔

18 فروری 2010ء کو چیک ریپبلک کی سپریم کورٹ نے ایک سیاسی پارٹی 'ورکرز پارٹی' پر پابندی لگائی کیونکہ وہ یہودیوں کے خلاف نظریات رکھتی تھی۔ 13 فروری 2010ء کو برطانیہ کی لبرل ڈیموکریٹ کی رکن اور ترجمان جینس ٹونگے کو پارٹی سے برطرف کردیا کیونکہ اس نے صرف یہ بیان دیا تھا کہ اسرائیلی افواج نے ہیٹی کے زخمیوں کے اعضاء فروخت کر ڈالے تھے۔

11 فروری 2010ء کو برطانیہ کے کلیمنگ علاقے کے جج نے 18 سالہ جورڈن بوکلن کو مجرم قرار دیا کیونکہ اس نے ایک نوکری دینے والے ادارے میں یہ نعرہ لگایا تھا "یہودی کے لیے موت" اسے بارہ ماہ کی قید سنائی گئی۔

5 جنوری 2010ء کو نیویارک کے علاقے بروک لین کے ایولوایوٹو کو اس جرم پر 18 سال قید کی سزا سنائی گئی کہ اس نے 23 جگہوں پر یہودیوں کے خلاف بینر لگائے تھے۔

5 فروری 2010ء کو روس کے شہر پیٹرزبرگ کے اخبار آرتھوڈوکس رشیا کے چیف ایڈیٹر کانسٹینٹن ڈرشیو کو تین سال سزا سنائی کیونکہ اس نے اپنے اخبار میں یہودیوں کے خلاف لکھا تھا۔

یہ صرف گزشتہ تین ماہ کے چند اہم واقعات ہیں اور میں اسے صرف ان لوگوں کے لیے لکھ رہا ہوں، جنہیں آزادی اظہار کے جنون میں اندازہ نہیں کہ اس امت کے سید الانبیا ﷺ کے ساتھ کتنی محبتیں وابستہ ہیں۔ لیکن میرا دکھ گہرا ہے۔ ہم شافع محشر سے شفاعت کے طلبگار ہیں لیکن ہمارے جذبات اور محبت کسی اور سے وابستہ ہے۔ ہم میں سے کسی سیاسی پارٹی کے لیڈر کی شان میں گستاخی کرو اور نتیجہ دیکھ لو۔ کیسے دھڑلے سے کہا جاتا ہے کہ اس کی قبر پر مقدمہ چلاؤ گے۔ ہم دیکھ لیں گے۔ کاش اس اقتدار کے ایوانوں سے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے اور کہتے ہمیں سید الانبیا ﷺ اپنے ماں باپ سے، اپنے لیڈر سے زیادہ پیارے ہیں۔ ہم تم سے نفرت کرتے ہیں۔ جو دکاندار کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہو، کیا اس کی دوکان سے سودا خریدا جاسکتا ہے؟ لیکن ہم وہ بے حس ہیں جو انہیں کا مال روز استعمال کرتے ہیں اور انہیں سے تعلق بھی جوڑے ہوئے ہیں۔ ہمارا صرف ایک ہی مطالبہ ہونا چاہیے کہ جب تک یورپ ممالک توہین سید الانبیا ﷺ کے بارے میں ویسا ہی قانون نہیں بناتے، جیسا انہوں نے یہودیوں کے خلاف لکھنے کے بارے میں بنا رکھا ہے تو ہمارا تم سے کوئی رشتہ نہیں۔ ہمارا جینا مرنا الگ ہے۔ اگر مسلم امہ نے ایسا کرلیا تو یہ پیسے پر مرنے والے، ملٹی نیشنل کے غلام اس امت سے ہاتھ جوڑ کر معافی بھی مانگیں گے اور اپنے ملکوں میں ویسا قانون بھی لائیں گے۔ سید الانبیا ﷺ سے پیار کا تقاضا یہی ہے جب تک ویسا قانون نہ آئے، ہمارا جینا مرنا ان سے الگ، جدا۔

[بشکریہ: روزنامہ ایکسپریس لاہور، 22 مئی 2010ء]

ضرورت برائے رشتہ

ایک خوبصورت دوشیزہ عمر تقریباً 30 سال پڑھی لکھی کے لیے جٹ برادری سے ہم پلہ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ جٹ برادری کو ہی ترجیح دی جائے گی۔ [رابطہ: 0343-4484363]

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون نمبر جنرل (042) 5854010
فون نمبر امیر اعلیٰ 6581025 (042)
تنظیم اہل حدیث
C.P.L - 104

جماعت اہل حدیث کا معروف قدیم تعلیمی ادارہ

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی روایات کا علمبردار

تمام احباب جانتے ہیں کہ جامعہ اہل حدیث لاہور جماعت اہلحدیث کا قدیم ترین دینی ادارہ کتاب وسنت کی تعلیم وترویج میں مصروف عمل ہے جس میں اس وقت تقریباً تین صد طلبا زیر تعلیم ہیں ان کی تعلیم وتربیت کے لیے 22 محنتی اور قابل اساتذہ کرام مامور ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ ہذا مندرجہ ذیل شعبوں پر مشتمل ہے۔ (۱) تحفیظ القرآن (۲) شعبہ تجوید وقراءت (۳) درس نظامی (۴) وفاق المدارس (۵) دارالافتاء، (۶) تصنیف وتالیف (۷) فن مناظرہ (۸) دعوت وارشاد (۹) کمپوٹر (۱۰) میٹرک، ایف اے تا بی اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچ جس میں طلبا کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 55 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔ اس لیے

گندم کی کٹائی کے موقع پر احباب سے خصوصی اپیل کی جاتی ہے

کہ عشر نکالتے وقت جامعہ کے طلباء کے لیے زیادہ سے زیادہ حصہ پہنچا کر اجر عظیم حاصل کریں، تا کہ حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، حافظ محمد اسماعیل روپڑیؒ اور حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کا لگایا ہوا پودا پھلا پھولا رہے اور تا ابد قائم ودائم رہے۔

اللہ کریم ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے۔ آمین

حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

فون: 7670968 / 042-7656730 فیکس: 042-7659847